ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

فروری 2019ء جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 2

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک دعا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 فروری 2019ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر سنائی:

"اے میرے مالک، میرے قادر خدا، میرے پیارے مولیٰ، میرے رہنما، اے خالق ارض وسماء، اے متصرف آب وہوا، اے وہ خدا جس نے آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں راہنماؤں کو دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا، اے وہ علی وکبیر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا، اے وہ رحمان جس نے مسیح سا رہنما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں پیدا کیا، اے نور کے پیدا کرنے والے، اے ظلمات کے مٹانے والے، تیرے حضور میں ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرات دلائی ہے کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرات کروں، میں کچھ نہ تھا تو نے مجھے بنایا، میں عدم میں تھا تو مجھے وجود میں لایا، میری پرورش کے لئے اربعہ عناصر بنائے، اور میری خبر گیری کے لئے انسان کو پیدا کیا، جب میں اپنی ضروریات کو بیان تک نہ کر سکتا تھا۔ تو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کیے جو میری فکر خود کرتے تھے، پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا۔ اے میری جان ہاں اے میری جان تو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوّا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور عزت سے دیکھا جاتا تھا اس لیے مقرر کیا کہ وہ مجھ سے ناسمجھ اور نادان اور کم فہم کے لئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے، میں گنہگار تھا تُو نے ستاری سے کام لیا، میں خطا کار تھا تو نے غفاری سے کام لیا، ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا، جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تو نے میری مدد کی اور جب کبھی میں گمراہ ہونے لگا، تو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، باوجود میری شرارتوں کے تو نے چشم پوشی کی۔ اور باوجود میرے دور جانے کے تو میرے قریب ہوا۔ میں تیرے نام سے غافل تھا مگر تو نے مجھے یاد رکھا، ان موقعوں پر جہاں والدین، عزیز اقرباء اور دوست اور غمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں تو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور میری مدد کی، میں غمگین ہوا تو تُو نے مجھے خوش کیا، میں افسردہ دل ہوا تو تُو نے مجھے شگفتہ کیا میں رویا تو تُو نے مجھے ہنسایا، کوئی ہو گا جو فراق میں تڑپتا ہو مجھے تو تُو نے خود ہی چہرہ دکھایا، تو نے مجھ سے وعدے کیے اور پورے کیے اور کبھی نہیں ہوا کہ تجھ سے اپنے اقراروں کو پورا کرنے میں کوتاہی ہوئی ہو، میں نے بھی تجھ سے وعدے کیے اور توڑے مگر تو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا، میں نہیں دیکھتا کہ مجھ سے زیادہ گنہگار کوئی اور بھی ہو اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تُو کسی اور گنہگار پر بھی ہوا ہو، تیرے جیسا شفیق وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جب میں تیرے حضور میں آ کر گڑگڑایا اور زاری کی تو نے میری آواز سنی اور قبول کی میں نہیں جانتا کہ کبھی تو نے میری اضطرار کی دعا رد کی ہو پس اے میرے خدا میں نہایت درد دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن اور میری پکار کو پہنچ اے میرے قدوس خدا میری قوم ہلاک ہو رہی ہے اسے ہلاکت سے بچا اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے اس سے کیا تعلق جب تک ان کے دل اور سینے صاف نہ ہوں اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں مجھے ان سے کیا غرض۔ سو اے میرے رب اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کو جوش میں لا اور ان کو پاک کر دے صحابہ کا سا جوش وخروش ان میں پیدا ہو اور وہ تیرے دین کے لئے بے قرار ہو جائیں ان کے اعمال ان کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف ہوں، وہ تیرے پیارے چہرے پر قربان ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا، تیرے مسیح کی دعائیں ان کے حق میں قبول ہوں، اور اس کی پاک اور سچی تعلیم ان کے دلوں میں گھر کر جائے، اے میرے خدا میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے انہیں محفوظ رکھ، ان میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر، یہ ایک قوم ہو جائے جو تو نے پسند کر لی ہو اور یہ ایک گروہ ہو جس کو تو اپنے لئے مخصوص کر لے، شیطان کے تسلط سے محفوظ رہیں اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا رہے، اس قوم کو دین ودنیا میں مبارک کر مبارک کر آمین ثم آمین یا رب العالمین"۔

(تشحیذ الاذہان ستمبر 1909 جلد 4 نمبر 8)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

بیٹے کی پیدائش، ایک نشان آسمانی

بنی نوع انسان کی تاریخ میں بیٹوں کی پیدائش ایک غیر معمولی خوش بختی اور سعادت کا موجب سمجھی جاتی رہی ہے، چنانچہ بیٹوں کی ولادت پر دنیاداروں کے ہاں خوشیاں منانے کا ذکر قرآن کریم میں بھی ملتا ہے۔ یہ امر اس حد تک انسانی فطرت میں سرایت کر گیا تھا کہ ایک نیک بی بی نے جب اپنے نذر کئے ہوئے بیٹے کی بجائے بیٹی کی پیدائش دیکھی تو ایک لمحہ کے لئے وہ بھی پریشان ہوگئیں۔ لیکن اُسی لمحہ لیس الذکر کالانثی کی پرشوکت آسمانی آواز نے ان کا ہاتھ تھاما تو وہ راضی برضا ہوگئیں۔ جس کے نتیجہ میں آسمانی منصوبہ کے مطابق کائنات کی یہ واحد ماں قرار پائیں جس کے بیٹے کی پہچان باپ کی بجائے انہی سے ٹھہری۔

بیٹے کی پیدائش کو دنیا کے ایوانوں میں تو صرف اس لئے اچھا سمجھا جاتا ہے کہ اس سے نسل چلتی ہے۔ لیکن مذہب کی تاریخ میں بیٹے کی ولادت کو ایک نشان کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے ہاں بیٹوں کی ولادت، حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کی ولادت، حضرت زکریاؑ کے ہاں حضرت یحییٰؑ کی ولادت اور سلسلہ بنی اسرائیل کے آخر پر حضرت عیسیٰؑ کی غیر معمولی ولادت سب کے سب ایسے واقعات ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے عظیم الشان نشان قرار دیا ہے۔

اس زمانہ میں اللہ کے ایک پیارے نے جب اپنے ارد گرد کے لوگوں کے مطالبہ پر اسلام، قرآن اور آنحضرت ﷺ کی صداقت و حقانیت کے لئے اللہ کے حضور جھک کر کوئی نشان مانگا تو اس کے ساتھ بھی اسی سنت اللہ کے مطابق سلوک کیا گیا اور ایک غیر معمولی صلاحیتوں، استعدادوں اور خوبیوں والے بیٹے کی ہی خبر دی گئی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے ہوشیار پور میں ایک چلہ کاٹنے کے بعد خدا تعالیٰ سے خبر پا کر 20 فروری 1886ء کو ایک طویل پیشگوئی شائع فرمائی اور اسے اسلام کی صداقت و حقانیت کے لئے بہت بڑا نشان قرار دیا۔ اس پیشگوئی میں یوں تو بہت سے امور بیان ہوئے ہیں اور حضور علیہ السلام کے ہاں آئندہ پیدا ہونے والے سبھی بچوں کی خوشخبریاں بھی موجود ہیں۔ تاہم سب سے اہم حاصل پیشگوئی ایک پسر موعود کی پیدائش، اس کی غیر معمولی نشوونما، ترقیات، عظیم جسمانی و روحانی کمالات، ظاہری و باطنی علوم و معارف سے پر ہونا، نوروں نہلائے ہوئے جلال و جمال سے متصف وجود جیسی بے شمار صفات سے عبارت ہے۔

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور ہم افراد جماعت احمدیہ پر خدا کا یہ خاص احسان ہے کہ ہمیں نہ صرف اس پیشگوئی پر بلکہ اس کے لفظ لفظ کے پورا ہونے پر کامل ایمان نصیب ہے، الحمد للہ۔ اللہ کرے کہ اس پیشگوئی کا فیض ہمیشہ ہمیں نصیب رہے اور اسے زمین کے کناروں پر پہنچاتے چلے جانے کی توفیق ملتی رہے، آمین۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

فہرست مضامین

04 قال اللہ تعالیٰ۔قال الرسول ﷺ۔قال المسیح الموعودؑ

05 منظوم کلام

06 پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ

07 سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

11 پیشگوئی مصلح موعود کا گزشتہ صحائف اور کتب بزرگان میں ذکر

13 اے فضلِ عمر! تیرے اوصافِ کریمانہ

17 نظم

18 دار القضاء کی 100سالہ تاریخ کا مختصر جائزہ

22 تحریک جدید، ایک نہایت بابرکت تحریک

24 چاند۔میرا چاند

26 نظم

27 حضرت مصلح موعودؓ اغیار کی نظر میں

29 حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2018ء

37 کوچہ ہائے قادیاں

41 دار القضاء کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر انٹرنیشنل ریفریشر کورس

43 مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی سرگرمیاں

45 بعض عرب عمائدین کا جامعہ احمدیہ جرمنی اور بیت السبوح کا دورہ

46 مکرم منور احمد اختر صاحب کا ذکرِ خیر

سرورق پر سجی خطاطی مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ کی کاوش ہے،اس کے لئے مکرم سعید اللہ خان صاحب فرانکفورٹ اور عزیزم منیب احمد ذبیح صاحب ٹورنٹو نے بھی مختلف نمونے تیار کئے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی

فروری 2019ء جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 2

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی۔شمس الحق انور

معاونین

سلطان احمد قمر۔سید سعادت احمد

ٹائٹل و ڈیزائننگ

مرزا لطف القدوس

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

میر لئیق محمود طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main
Email:
akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

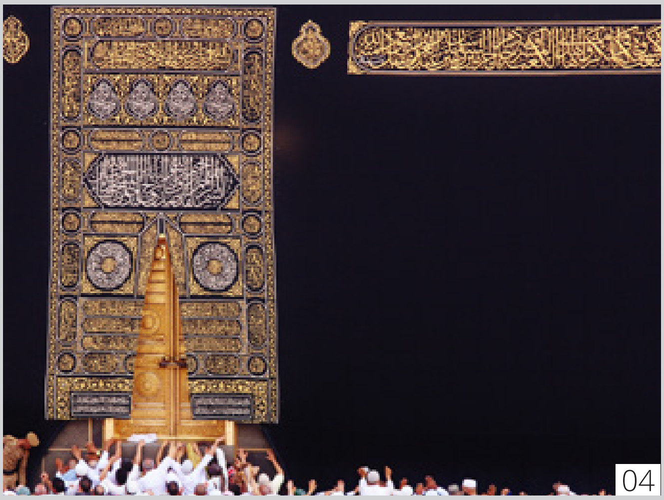
04

11

07

13

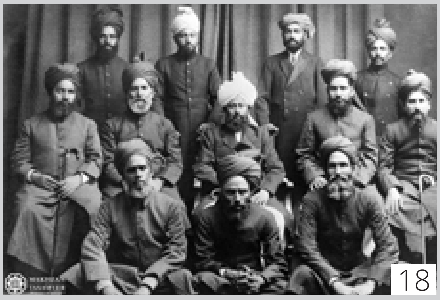
18

29

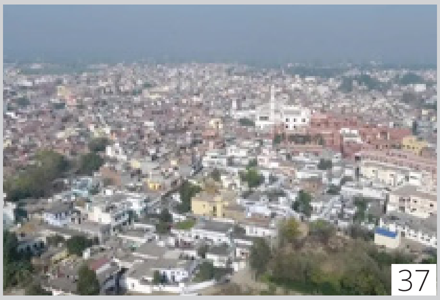
37

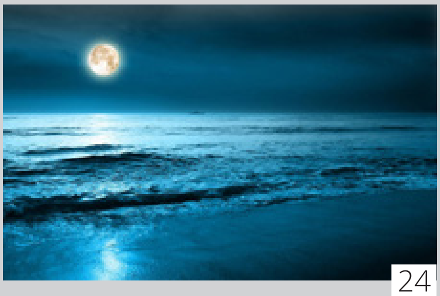
24

27

41

43

22

45

قال

اللّٰہ

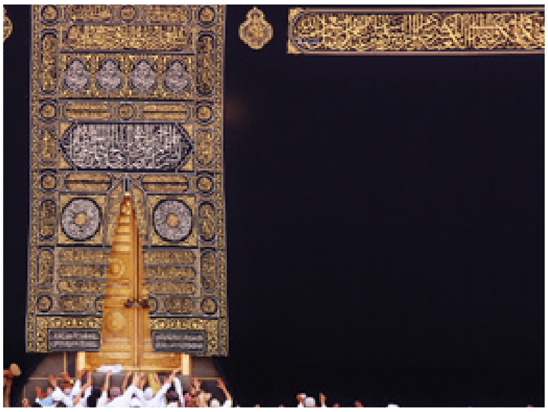

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا (مریم 3-4)

یہ ذکر ہے تیرے ربّ کی رحمت کا اُس کے بندے زکریا پر۔ جب اس نے اپنے ربّ کو دھیمی آواز میں پکارا۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (مریم 8)

اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہمنام نہیں بنایا۔

قال

الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِاللهِ بنِ عَمرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ يَنْزِلُ عِيْسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ اِلىٰ الْأَرْضِ، فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ

(سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 543)

حضرت عبد اللہ بن عَمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہوں گے اور وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی...

قال

المسیح الموعود علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام:

سَاَهَبُ لَكَ غُلَاماً زَكِيّاً رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ ن اسْمُه يَحْيٰى

ترجمہ: میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے (معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا)

(بدر جلد 6 نمبر 46 مؤرخہ 10/نومبر 1907ء صفحہ 2)

”میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

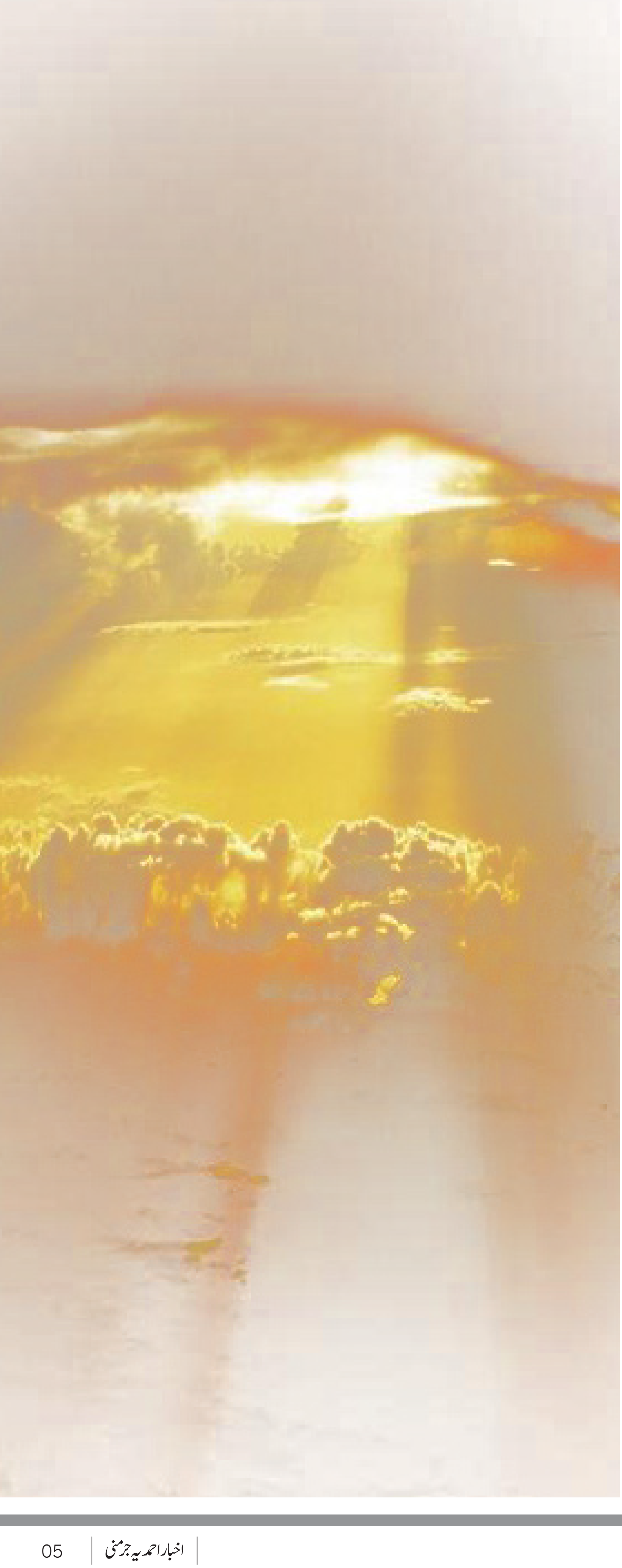

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جِن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

مری ہر بات کو تُو نے جِلا دی
مِری ہر روک بھی تُو نے اٹھا دی
مری ہر پیش گوئی خود بنادی
تری نَسلًا بَعِیدًا بھی دکھا دی
جو دی ہے مُجھ کو وہ کس کو عطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

درثمین

پیشگوئی

مصلح موعود رضی اللہ عنہ

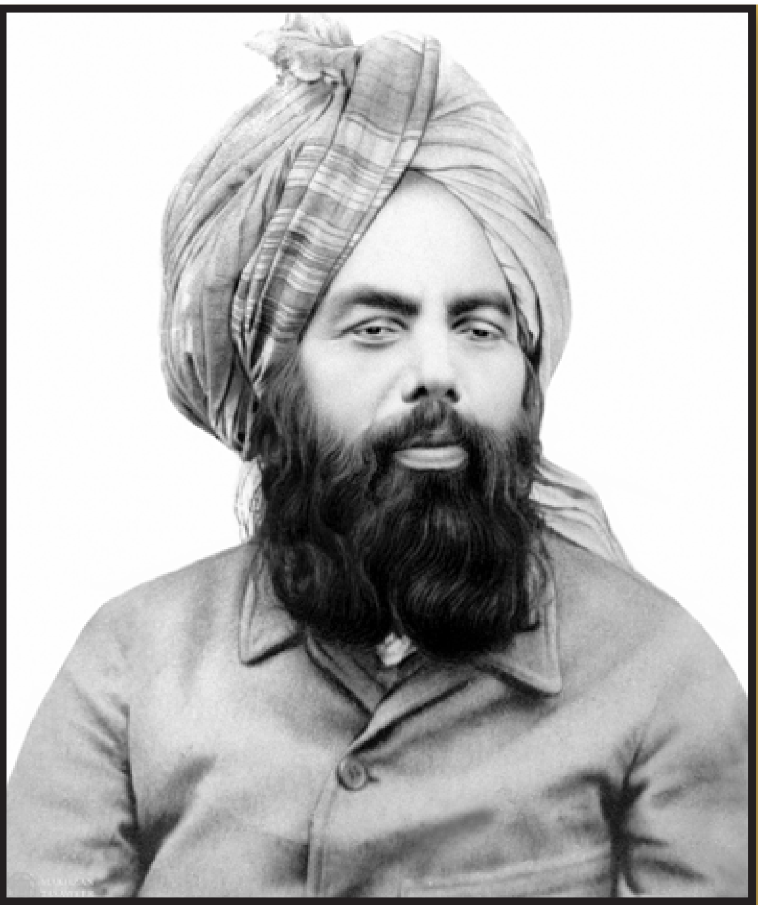

"خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسۡمُہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتاہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنااور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ ٔقبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کانشان تجھے عطاہوتاہے اور فتح اورظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدانے یہ کہا تاوہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تادین اسلام کاشرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تاحق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔اور تالوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتاہوں سو کرتاہوں۔اور تاوہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔اور تاانہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدااور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔اور وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اورعظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡھَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡھَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا" (اشتہار 20/ فروری 1886ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

پیشگوئی مصلح موعودؓ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 20 / فروری 2009ء سے اقتباسات

حضرت مسیح موعودؑ کے اس عظیم فرزند کی ذات میں، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ذات میں، جو بشیر ثانی ہیں، پیشگوئی مصلح موعود بڑی شان سے پوری ہوئی۔ جس کا اظہار ایک دنیا نے کیا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد خلیفہ بنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 52 سال آپ کی خلافت رہی اور آپ کے زمانہ میں جماعت نے جس طرح ہندوستان سے باہر نکل کر ترقی کی ہے یہ بھی اس پیشگوئی کی سچائی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کے دور کا احاطہ کریں تو ایک وقت میں اس بارہ میں کچھ کہنا مشکل کیا ناممکن ہے۔ لیکن اس وقت میں پیشگوئی کے پورا ہونے کے جو خاص نشانات ہیں اور اس سلسلہ میں بعض واقعات حضرت مصلح موعودؓ کی اپنی زبان میں اور جو غیروں نے بیان کئے وہ بیان کروں گا۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو مصلح موعود تھے اس وقت تک اپنے بارے میں اعلان نہیں فرمایا کہ میں مصلح موعود ہوں جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا نہیں دیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر 1944ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ سے اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہو گی۔ پہلے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی بعض شہادتیں جو غیروں کی ہیں وہ پیش کر دیتا ہوں۔

ایک معزز غیر احمدی عالم مولوی سمیع اللہ خاں صاحب فاروقی نے قیام پاکستان سے پہلے ”اظہار حق“ کے نام سے ایک ٹریکٹ میں لکھا کہ ”آپ کو (یعنی مسیح موعودؑ کو) اطلاع ملتی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔“ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی گئی تھی بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت اکثریت نے (حضرت) حکیم نور الدین صاحب کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ جس پر مخالفین نے محولہ صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانے میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے۔ خود مرزا صاحب کے وقت میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ خلیفہ نور الدین صاحب کے وقت بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریباً دنیا کے ہر خطے تک پہنچ گئی اور حالات یہ بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد 1931ء کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہو گی۔ بحالیکہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظّم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہیں ہوتی تھیں۔“

(یہ ایک غیر از جماعت کے تاثرات ہیں کچھ نہ کچھ حق تو لکھنا جانتے تھے۔۔۔)

”الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے لئے قائم کیا گیا اور اس کے ذریعہ جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی۔“

(”اظہار الحق“ صفحہ 16 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 286)

....ایک بات اس میں یہ تھی کہ ”زمین کے کناروں تک

شہرت پائے گا" اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور دنیا میں بہت سارے مشن کھلے۔ بلکہ بعض مشن بعد میں بند بھی ہوئے۔ آپ کے زمانے میں سیلون، ماریشس، سماٹرا، سٹریٹس سیٹلمنٹس Straits Settlements، چین، جاپان، بخارا، روس، ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، سوڈان، ابی سینا، مراکو، چیکوسلواکیہ، پولینڈ، رومانیہ، یونائیٹڈ سٹیٹس، ارجنٹائن، یوگو سلاویہ۔ تقریباً کوئی 34-35 ممالک میں مشن کھلے اور تبلیغ اسلام پھیلی اور فرمایا کہ ہزاروں مسیحی میرے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوئے۔ اس طرح میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی جو تبلیغ ہے وہ ساری دنیا پر حاوی ہوجاتی ہے۔

(ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 611)

پس اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی چند باتیں میں نے بیان کی ہیں۔ اس پیشگوئی کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: "آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردے کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح کو واپس منگوایا جاوے۔ ......اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردے کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے"

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل صفحہ 114-115)

یہ پس منظر اور اہمیت اس پیشگوئی کی ہے جو مختصراً میں نے بیان کی ہے اور اس پیشگوئی کی شان حضرت مسیح موعودؑ کے اس آخری اقتباس میں ہم نے دیکھی اور سُنی۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ اب بعض لاعلم احمدی جو مختلف جگہوں سے خطوں میں لکھ دیتے ہیں، یہاں بھی سوال کردیتے ہیں کہ ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں، باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے ان پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپؓ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیات کا حامل تھا اور جس نے اسلام کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کردیئے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنے ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے اسلام کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانے والا ہونا چاہیے نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل 17؍فروری 2011ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے الہامات، رؤیا کشوف کی روشنی میں مصلح موعود کا عظیم الشان مقام و مرتبہ

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ 20؍فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے یہ ایک بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی جس کی بے شمار خصوصیات بیان کی گئیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود المصلح الموعودؓ کے 52 سالہ دور خلافت میں اس پیشگوئی کی تمام جزئیات لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔ تین دن بعد 20 فروری آنے والی ہے۔ آج میں اس حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں بیان کردہ کچھ اقتباسات پیش کروں گا جو آپؓ کی ذات میں پیش گوئی کے پورا ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 1914ء میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر فائز فرمایا۔ آپؓ میں پیشگوئی مصلح موعود کی تمام باتیں پوری ہوتی نظر آتی تھیں۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے خود اس بات کا اعلان نہ کیا یہاں تک کہ 1944ء کا سال آیا، تب آپؓ نے اپنی ایک رؤیا کی بنا پر اعلان کیا کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ میری طبیعت کے لحاظ سے یہ مجھ پر بڑا گراں گزرتا ہے کہ یہ اعلان کروں۔ اگر میں مصلح موعود ہوں اور پیشگوئی مجھ پر پوری ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے کسی دعوے کی کیا ضرورت ہے۔ آپؓ نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ اُمت مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ہے، ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے لئے ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہیے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آجائے تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے۔ مامور مجدد وہی ہوسکتا ہے جو دعویٰ کرے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔

حضور انور نے فرمایا: 1945ء کے جلسہ سالانہ کی 27 تاریخ کی تقریر میں آپؓ مولوی محمد علی صاحب کے بیان کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا ہے مولوی محمد علی صاحب نے ویسے ہی اعتراض کرنے شروع کردیئے ہیں جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب کیا کرتے تھے۔ میں خواب یا الہام سناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اعلام کی بنا پر اعلان کرتا ہوں لیکن مولوی محمد علی صاحب نہ تو مقابل پر کوئی خواب یا الہام پیش کرتے ہیں اور نہ ہی وہ پیش کرسکتے ہیں۔ پس جب الہام ہوا ہی نہیں تو الہام پیش کیسے کریں۔ اب سوائے اعتراضوں کے ان کے پاس کوئی چیز نہیں اگر وہ اعتراض بھی نہ کریں تو مقابلہ کیسے کریں۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کے

دشمن اس بات کا تو انکار نہیں کر سکتے تھے کہ الہام ہوتا ہی نہیں کیونکہ ان سے پہلے انبیاء کو الہام ہوتا تھا اور وہ اس بات کے قائل تھے اس لئے ان انبیاء کا انکار کرنے والے اس بات کا انکار نہ کر سکتے تھے کہ الہام کوئی چیز نہیں ہے۔ اپنی بات کو درست ثابت کرنے کے لئے اور انبیاء کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ کہتے تھے کہ ان کے الہام خود ساختہ ہیں۔ اسی طرح آج مولوی محمد علی صاحب یہ کہتے ہیں کہ میرے الہام جھوٹے ہیں لیکن کیوں اللہ تعالیٰ ان کو میرے مقابل پر سچے الہام نہیں کر دیتا تا دنیا پر واضح ہو جائے کہ مولوی صاحب حق پر ہیں اور میں ناحق پر ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حیرت کی بات ہے کہ ایک شخص دن رات اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرے اور دن رات اس کے بندوں کو فریب اور دغابازی سے غلط راستے کی طرف لے جائے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کو غیرت نہ آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

اب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض الہامات و کشوف و رؤیا کا ذکر کرتا ہوں جو آپؓ نے اپنے مصلح موعود ہونے کے اعلان کے موقع پر بیان فرمائے تھے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ:

سب سے پہلی چیز جو اس منصب کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ میرا ایک الہام ہے۔ پہلے میں اسے صرف خلافت کے متعلق سمجھتا تھا لیکن اب میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا ہے کہ اس الہام میں میرے اس منصب کی طرف اشارہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملنے والا تھا۔ وہ الہام یہ تھا کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھے گا۔ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے جو پیشگوئی کے پورا ہونے کی ترتیب پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ کہ یہ وہ الہام ہے جو حضرت مسیح ناصری کو ہوا، جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے مگر وہاں یہ الفاظ ہیں۔

وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

اور یہاں یہ الہام ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری کا دعویٰ موسوی سلسلہ کی آخری نبوت کا تھا اور اس قسم کے دعوے کے متعلق پہلے لوگوں کی مخالفت ضروری ہوتی ہے۔ پھر ایک لمبے عرصے کے بعد وہ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں لیکن مصلح موعود کی پیشگوئی کے مورد کو چونکہ اللہ تعالیٰ پہلے خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور خلیفہ کو معاً فوری طور پہ بنی بنائی جماعت مل جاتی ہے اس لئے یہاں جَاعِلُ الَّذِيْنَ والے حصے کی ضرورت نہیں تھی۔ پس اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک دن بنی بنائی جماعت دے دے گا اور پھر اس جماعت کا تعلق تمہارے ساتھ مضبوط کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ایک دن وہ تمہاری جماعت ظلّی طور پر کہلائے گی اور کچھ لوگ تمہارے مخالف بھی ہوں گے مگر تمہاری بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہارے منکروں پر غلبہ دے گا اور یہ غلبہ تمہارے امام بنتے ہی شروع ہو جائے گا۔ یعنی جس دن یہ جماعت تیرے سپرد ہو گی اسی دن سے تجھے ماننے والوں کا تیرے مخالفوں پر غلبہ شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی جماعت کو تو تین سو سال کے بعد غلبہ حاصل ہوا لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے جس وقت خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا اس کے چند ہفتوں کے اندر ہی وہ لوگ جو میرے بالمقابل کھڑے ہوئے تھے اور میرے عہدے کے منکر تھے یعنی پیغامی اللہ تعالیٰ نے ان پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو غلبہ دینا شروع کر دیا اور غلبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ تیرے ماننے والوں کو تیرے کافروں پر اللہ تعالیٰ قیامت تک غلبہ دے گا اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن مجھے ظلّی طور پر نبیوں کا یعنی مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا نام دینے والا ہے کیونکہ خلیفہ کی جماعت اس کی زندگی تک ہوتی ہے۔ وفات کے بعد صرف نبیوں کی جماعت یا ان کے اظلال کی جماعت چلتی ہے۔ اسی طرح كَفَرُوْٓا کے الفاظ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ خلافت کے بعد مجھے ایک اور رُتبہ ملنے والا ہے جو بعض نبیوں کے ظل کے طور پر ہو گا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ دوسرے مجھے کشف ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی میں نے دیکھا تھا وہ بھی اسی مقام پر دلالت کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں اس کمرے سے نکل رہا ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے اور باہر صحن میں آیا ہوں تو وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں۔ اس وقت کوئی شخص یہ کہہ کر مجھے ایک پارسل دے گیا ہے کہ یہ کچھ تمہارے لئے ہے اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ کشفی حالت میں جب میں اس پارسل پر لکھا ہوا پتہ دیکھتا ہوں تو وہاں بھی مجھے دو نام لکھے ہوئے نظر آتے ہیں اور پتہ اس طرح درج ہے کہ محی الدین اور معین الدین کو ملے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں کشف میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور دوسرا نام میرا ہے۔ اس وقت چونکہ میں بچہ تھا اور حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کا نام میں نے سنا ہوا نہیں تھا صرف اورنگزیب کے متعلق میں جانتا تھا کہ ان کا نام محی الدین تھا اس لئے میں نے اس وقت سمجھا کہ محی الدین سے مراد میں ہوں اور حضرت معین الدین چشتی چونکہ ہندوستان میں ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں اس لئے میں نے سمجھا کہ معین الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی بھی ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں تو میں نے سمجھا کہ محی الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہوں نے دین کو زندہ کیا اور معین الدین سے مراد میں ہوں جس نے دین کی اعانت کی۔ اور دین کی نصرت اور اعانت کرنے والا میں ہوں۔

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ تیسرا الہام جو مجھے اسی رنگ میں ہوا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد وہ یہ ہے کہ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کہ اے آل داؤد تم اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرو۔ اس الہام کے ذریعہ اِعْمَلُوْٓا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے منشاء پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور آل داؤد کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تھے اور ان کے بیٹے

بھی تھے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے، جب میں اپنے بعض ہم عمروں سے سیر میں اس کا ذکر کر رہا تھا تو یکدم میرے ذہن سے آپ کی وفات کا خیال نکل گیا اور مجھے جوش پیدا ہوا کہ میں دوڑ کر جاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جا کر اس کا ذکر کروں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ چوتھی شہادت اس رؤیا کی تصدیق کی میرا یہ کشف ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعا میں بیٹھا دعا کر رہا ہوں کہ یکدم مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیم تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ اس امت میں اور بھی کئی ابراہیم ہوئے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ حضرت خلیفہ اولؓ ابراہیم ادھم ہیں پھر مجھے بتایا گیا کہ ایک ابراہیم تم بھی ہو۔

پھر فرماتے ہیں کہ پانچویں شہادت جو اس بارے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب مجھے ملی یہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ ایک گھنٹی بجی ہے اور اس کی آواز ایسی ہے جیسے پیتل کا کوئی کٹورا ہو اور اسے کسی چیز سے ٹھکوریں تو اس میں سے ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے اس گھنٹی میں سے بھی ٹن کی آواز آئی مگر وہ آواز ایسی سریلی اور لطیف ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارے جہان کی موسیقی کی لذات اس میں بھر دی گئی ہیں۔ یہ آواز بڑھتی گئی بڑھتی گئی یہاں تک کہ تمام جوّ میں متشکّل ہو کے ایک فریم بن گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس فریم میں ایک تصویر نمودار ہوئی جو کسی نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی ہے۔ پھر وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا فرشتہ ہے اور اس نے مجھے کہا کہ آؤ میں تم کو سورۃ فاتحہ کا درس دوں۔ چنانچہ اس نے مجھے سورۃ فاتحہ کا درس دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ کی تفسیر شروع کرنے لگا تو کہنے لگا کہ آج تک جتنے مفسر ہوئے ہیں ان سب نے مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ تک تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر بتاتا ہوں چنانچہ اس نے ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے پڑھا دی۔ جب میری آنکھ کھلی تو رؤیا میں اس فرشتے نے جو باتیں مجھے بتائی تھیں ان میں سے کچھ باتیں مجھے یاد تھیں لیکن میں نے ان کو نوٹ نہ کیا اور بعد میں میں خود بھی ان کو بھول گیا۔ جب صبح میں نے اپنی اس رؤیا کا ذکر حضرت خلیفہ اولؓ سے کیا اور یہ بھی کہا کہ خواب میں فرشتے نے جو باتیں بتائی تھیں ان میں سے بعض آنکھ کھلنے پر مجھے یاد تھیں لیکن صبح اٹھنے پر وہ میرے ذہن سے نکل گئیں تو حضرت خلیفہ اولؓ خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے اتنا علم ضائع کر دیا۔ ان کو نوٹ کر لینا چاہیے تھا۔ فرماتے ہیں کہ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا، سورۃ فاتحہ سے خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی مجھے نئے نئے نکات سمجھاتا ہے۔ اس رؤیا کی اصل تعبیر یہ تھی کہ میرے قوائے باطنیہ میں سورۃ فاتحہ کا علم خصوصاً اور فہم قرآن کا عموماً رکھ دیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً الہام باطنی کے ساتھ ضرورت کے مطابق ظاہر ہوتا رہے گا۔ پھر آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ لَنُمَزِّقَنَّهُم۔ ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اس وقت یہ لوگ اپنے آپ کو 95 فیصد کہا کرتے تھے مگر اب ان کی کیا حالت ہے! اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پیشگوئی کے مطابق حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا ہے اور ہم واقع میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد دفعہ مجھ پر اپنے غیب کو ظاہر کر کے اس پیشگوئی کو سچا کر دیا ہے کہ مصلح موعود خدا تعالیٰ کی روح حق سے مشرف ہو گا یہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ پیشگوئی کی تو لمبی تفصیل ہے اور آئندہ دنوں میں جماعتوں میں اس پیشگوئی کے حوالے سے جلسے بھی ہوں گے۔ ایم۔ٹی۔اے پر بھی پروگرام آ رہے ہیں افراد جماعت کو ان میں زیادہ سے زیادہ شامل ہونا چاہیے سننا چاہیے تا کہ اس پیشگوئی کا گہرائی میں علم بھی ہو۔ اس پیشگوئی میں بیشمار نشانات ہیں جو بڑی شان سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پورے ہوئے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 2017ء
مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان 23/ فروری 2017ء)

مصلح موعود کے مصداق ہونے کا اعلان

اعلانِ مصلح موعود کے سلسلہ کا پہلا جلسہ عام 20/ فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں منعقد ہوا جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے یہ روح پرور اور وجد آفرین خطاب فرمایا۔ اس میں آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ پیشگوئی کس طرح نہایت مخالفانہ حالات کے باوجود خارق عادت رنگ میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے اس انکشاف سے متعلق اپنی تازہ رؤیا بھی بڑی شرح و بسط سے بیان کی اور پھر فرمایا کہ:

”میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ و تصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے اِلّا مَاشَاءَ اللہ کوئی خفیف سا فرق بیان کرنے میں ہو گیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیۡحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیۡلُهٗ وَ خَلِیۡفَتُهٗ اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔“

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 155)

پیشگوئی مصلح موعود

کا گزشتہ صحائف اور کتب بزرگان میں ذکر

(تحقیق۔ سلطان احمد قمر)

ماہ فروری میں آنحضور ﷺ کی بعثت ثانیہ کے حوالہ سے ایک اہم دن آتا ہے یعنی 20/فروری جو جماعت احمدیہ میں یوم مصلح موعود کے طور پر معروف ہے۔ اِس روز اسلام کی صداقت اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کے عظیم روحانی فرزند حضرت احمد علیہ السلام کو ایک عظیم الشان نشان عطا فرمایا تھا۔ یہ نشان ایک پیشگوئی کی صورت میں تھا جس میں آپ کو غیر معمولی صلاحیتوں والے ایک بیٹے کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے وجود باجود میں پوری ہوئی۔

اگرچہ یہ پیشگوئی اپنی تفصیلات کے اعتبار سے پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر منکشف ہوئی مگر اصولی شکل میں ہزاروں برس سے موجود تھی۔ چنانچہ مذہبی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً بنی اسرائیل کے سامنے یہ منادی کی گئی تھی کہ:

☆ مسیح موعود کے انتقال کے بعد اس کا فرزند اور پوتا اس کی (آسمانی) بادشاہت کا وارث ہوگا۔

(طالمود باب 5 صفحہ 37 مطبوعہ لنڈن 1878 از جوزف بارکلے)

It is also said that he(the Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grandson.

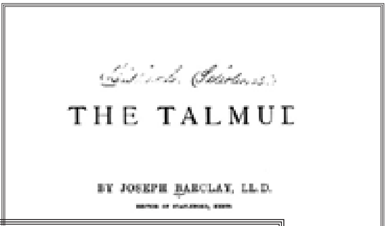

THE TALMUD

BY JOSEPH BARCLAY, LL.D.

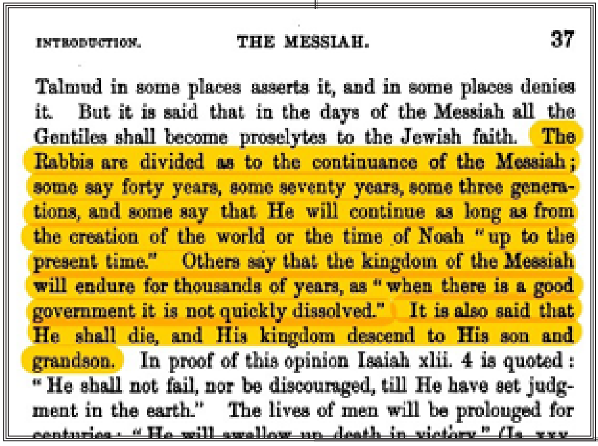

INTRODUCTION. THE MESSIAH. 37

Talmud in some places asserts it, and in some places denies it. But it is said that in the days of the Messiah all the Gentiles shall become proselytes to the Jewish faith. The Rabbis are divided as to the continuance of the Messiah; some say forty years, some seventy years, some three generations, and some say that He will continue as long as from the creation of the world or the time of Noah "up to the present time." Others say that the kingdom of the Messiah will endure for thousands of years, as "when there is a good government it is not quickly dissolved." It is also said that He shall die, and His kingdom descend to His son and grandson. In proof of this opinion Isaiah xlii. 4 is quoted: "He shall not fail, nor be discouraged, till He have set judgment in the earth." The lives of men will be prolonged for

☆ مشہور موٴلف مشکوٰۃ المصابیح نے اس پسر موعود کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو اپنی تالیف میں صاحب ”الوفاء باحوال المصطفیٰ“ کے حوالہ سے درج کیا ہے۔

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بنِ عَمرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَنۡزِلُ عِیۡسیٰ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلیَ الۡاَرۡضِ، فَیَتَزَوَّجُ وَیُوۡلَدُ لَہٗ، وَیَمۡکُثُ خَمۡساً وَّ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً، ثُمَّ یَمُوۡتُ فَیُدۡفَنُ مَعِیَ فِی قَبۡرِیۡ، فَاَقُوۡمُ اَنَا وَعِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ فِی قَبۡرٍ وَّاحِدٍ بَیۡنَ اَبِی بَکۡرٍ وَّعُمَرَ،

(مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

الوفاء کے اردو ترجمہ سیرت الانبیاء کا عکس اس طرح ہے۔

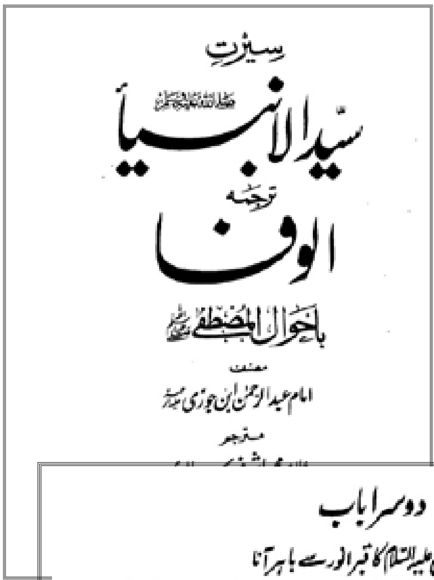

سیرت سید الانبیاء ﷺ

ترجمہ

الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ

مصنف

امام عبدالرحمٰن ابن جوزی

مترجم

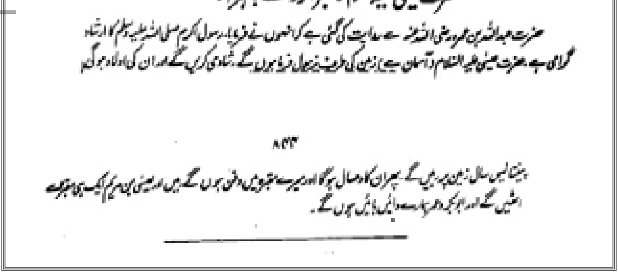

دوسرا باب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قبر انور سے باہر آنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی

۸۴۳

پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا اور میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی مقبرے سے اٹھیں گے اور ابوبکر و عمر ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔

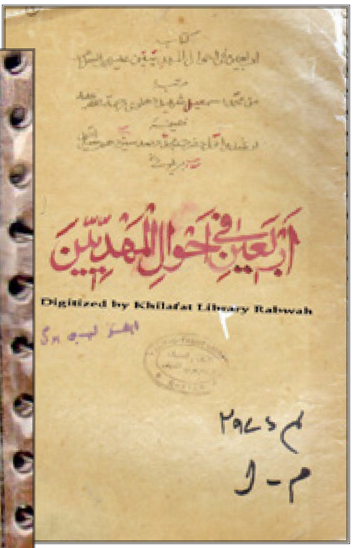

یعنی مسیح موعود ایک موعود شادی کرے گا جو ایک زبردست آیت اللہ ہو گی جس کے نتیجہ میں اسے ایک بلند مقام رکھنے والا صالح فرزند عطا کیا جائے گا جو اس کے روحانی کمالات کا نظیر و مثیل ہو گا اور جانشین بھی۔

☆ پانچویں صدی ہجری کے شامی بزرگ حضرت امام یحیٰ بن عقبؒ نے اس پیشگوئی کو یوں بیان فرمایا

ومحمود سيظهر بعد هٰذا

ويملك الشام بلا قتال

یعنی مسیح موعودؑ اور ایک عربی النسل انسان کے بعد محمود ظاہر ہو گا جو ملک شام کو کسی مادی جنگ کے بغیر فتح کرے گا جو شمس المعارف' مصری صفحہ 340 مؤلفہ شیخ احمد بن علی البونی ناشر مصطفی البابی الحلبی واولادہ 1345 ھ میں محفوظ ہے۔

☆ روم میں مولوی جلال الدینؒ (1207-1273) نے بھی اپنی شہرۂ آفاق مثنوی میں مسیح موعود کے ہاں ایک غیر معمولی فصاحت و بلاغت والے بچہ کا تذکرہ کیا ہے۔

طفلِ نو زادہ شود حبر و فصیح

حکمتِ بالغ بخواند چوں مسیح

نیا پیدا شدہ بچہ عالم اور فصیح بن جائے، حضرت مسیح کی طرح اونچی حکمت پڑھنے لگے

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم صفحہ 221 مطبوعہ کانپور)

☆ ہندوستان میں پیدا ہونے والے عظیم عالم اور صوفی بزرگ حضرت نعمت اللہ ولیؒ (1165ء) نے تو پسر موعود کے بارہ میں ایسی تفصیل بیان فرمادی کہ اس کے انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں

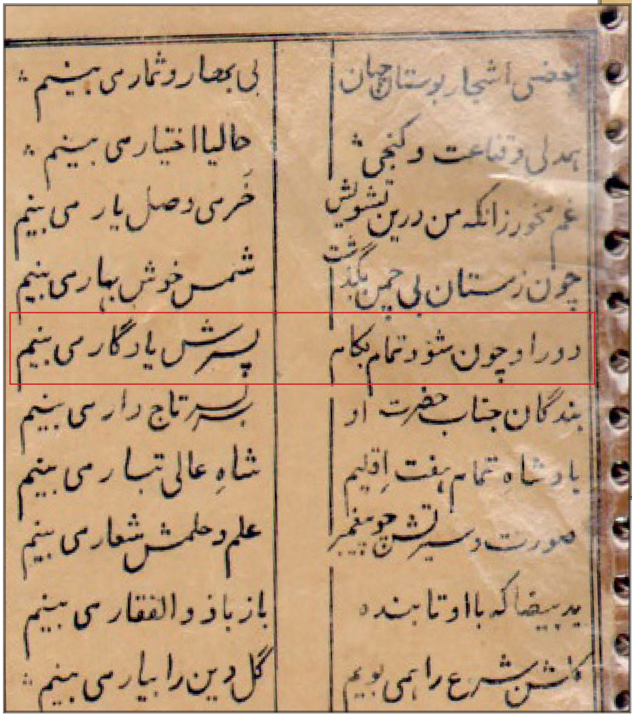
بعضی اشجار بوستان جہان بی بہار و ثمار می بینم
بدلی قناعت و کنجی حالیا اختیاری بینم
غم مخور زانکہ من درین تشویش خرمی وصل یار می بینم
چون زمستان بی چمن بگذشت شمس خوش بہاری بینم
دور او چون شود تمام بکام پسرش یادگاری بینم
بندگان جناب حضرت او سر بسر تاج داری بینم
بادشاہ تمام ہفت اقلیم شاہ عالی تباری بینم
صورت و سیرتش چو پیغمبر علم و حلمش شعاری بینم
ید بیضا کہ باد و تابندہ باز با ذوالفقاری بینم
گلشن شرع را ہمی بویم گل دین را بہاری بینم

دورِ اُو چوں شود تمام بکام

پسرش یادگار ے بینم

(کتاب اربعین فی احوال المہدیین مؤلفہ سید اسمعیل شہیدؒ)

☆ زرتشتی مذہب کے صحیفہ دساتیر میں مجدد ساسان اول کی تحریر میں بھی آنے والے مسیح موعود اور ان کے ہاں بیٹے کی پیشگوئی موجود ہے۔ اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے جس کے انگریزی ترجمہ کا عکس ذیل

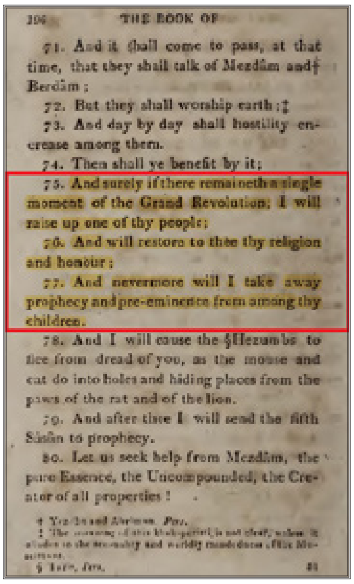
196 THE BOOK OF

71. And it shall come to pass, at that time, that they shall talk of Mezdâm and† Berdâm;

72. But they shall worship earth;‡

73. And day by day shall hostility encrease among them.

74. Then shall ye benefit by it;

75. And surely if there remaineth a single moment of the Grand Revolution; I will raise up one of thy people;

76. And will restore to thee thy religion and honour;

77. And nevermore will I take away prophecy and pre-eminence from among thy children.

78. And I will cause the §Hezumbs to flee from dread of you, as the mouse and cat do into holes and hiding places from the paws of the rat and of the lion.

79. And after thee I will send the fifth Sâsân to prophecy.

80. Let us seek help from Mezdâm, the pure Essence, the Uncompounded, the Creator of all properties!

† Yezdân and Ahriman. *Pers.*

‡ [illegible]

§ [illegible]

میں دیا جاتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ جب ایسا ہو گا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو تیرے لوگوں میں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا۔ جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ اور پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا۔

(بقیہ: صفحہ 42 پر)

۲۶۳
لعل او تازہ زیاقوت القلوب نے رسالہ خواندہ نے قوت القلوب
طفل یک روزہ شود حبر و فصیح حکمت بالغ بخواند چوں مسیح

گلہائے رنگا رنگ

اے فضلِ عمر! تیرے اوصافِ کریمانہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے چشم دید واقعات پر مشتمل محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کے مضامین کا سلسلہ "یادوں کے دریچے" کے عنوان سے احمدیہ گزٹ کینیڈا میں شائع ہوا تھا جسے بعد ازاں مجلس انصار اللہ پاکستان نے مزید تحقیق کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا۔ یہ ایمان افروز اور نہایت دلچسپ واقعات انہی مضامین سے ماخوذ ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کا یتامیٰ سے حسن سلوک

"دارِ مسیح" کے جس حصہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی رہائش تھی اس سے ملحق جو مکان کا حصہ تھا اس میں ہماری والدہ اور بچے رہتے تھے۔ اس کے صحن میں بچے بعض گھریلو کھیلیں شام کو کھیلتے تھے۔ اسی طرح کی ایک کھیل ہم شام کو کھیل رہے تھے۔ ایک لڑکی جو میری ہم عمر تھی (اس وقت میری عمر آٹھ نو سال کی ہو گی) اس نے کوئی ایسی بات کی جس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اس وقت ابّا جان صحن میں داخل ہو رہے تھے انہوں نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ سیدھے میری طرف آئے، مجھے اپنے پاس بُلا کر کھڑا کیا اور اس بچی کو بھی پاس بُلایا اور اُسے کہا کہ اس نے تمہیں مارا ہے تم بھی اس کے منہ پر طمانچہ مارو۔ لیکن پھر بھی اسے جرأت نہ ہوئی۔ اس کے بعد غصے میں اور جوش میں مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں ہے اس لئے تم جو چاہو اس سے سلوک کر سکتے ہو تو اچھی طرح سُن لو کہ میں اس کا باپ ہوں۔ اور اب اگر تم نے اس پر انگلی بھی اُٹھائی تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا (مجھے بعد میں علم ہوا کہ یہ بچی ایک سید خاندان کی یتیم بچی تھی جو ابا جان نے اپنے زیرِ سایہ لے لی تھی)۔

(یادوں کے دریچے۔ صفحہ 16)

جوانی ہی سے ذمہ داریاں نبھانا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد آپ کے اس انیس سالہ نوجوان بیٹے نے سارے خاندان کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھالی۔ حضرت اماں جان کی ہر ضرورت اور ہر خواہش کا پورا کرنا اپنا فرض جانا۔ کبھی کسی قسم کی کمی نہ ہونے دی۔ نیز اپنے بھائی بہنوں کا بھی ہر طرح خیال رکھا۔ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئے اور کبھی اس کا اظہار نہیں فرمایا۔ اپنے بھائی بہنوں کی اولاد اور اپنی اولاد میں کوئی فرق نہیں کیا۔ ایک بظاہر چھوٹی بات جو بڑی باتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے لکھے دیتا ہوں۔ عید کے روز آپ خاندان کے سب بچوں کو عیدی دیا کرتے تھے۔ اپنے اور اپنے بھائی بہنوں کے ہر بچے کو دو روپے اور باقی سب بچوں کو ایک ایک روپیہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے بچوں اور اپنے بھائی بہنوں کے بچوں میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی فرق نہیں کیا۔ گرمیوں میں پہاڑ پر جاتے تو اپنے بچوں کے ساتھ دوسرے عزیزوں کے بچوں کو بھی حسبِ گنجائش ساتھ لے جاتے۔ اس قسم کے سلوک کا ایک واقعہ جو گو بالواسطہ تعلق رکھتا ہے لیکن تاریخی حیثیت بھی ہے اور آپ کے اعلیٰ اخلاق اور دیگر رشتہ داروں سے قرابت داری

کااعلیٰ نمونہ بھی۔ پڑھنے والوں کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک چچازاد بھائی مرزا نظام الدین صاحب شدید معاندین میں سے تھے۔ مخالفت کا کوئی حربہ نہ تھا جو انہوں نے استعمال نہ کیا اور آخر عمر تک مخالفت میں کوئی کمی نہ کی۔ آخر عمر میں جب زیادہ بیمار ہوئے اور ان کو احساس ہوگیا کہ اب آخری وقت آ گیا ہے۔ انہوں نے حضرت اباجان کو پیغام بھجوایا کہ آ کر مجھے ملیں۔ حضرت اباجان اسی وقت ان کی حویلی میں تشریف لے گئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حویلی سے چند قدم کے فاصلہ پر ہی تھی۔ مردانہ کمرے میں پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ پلنگ کے ساتھ کرسی بچھوا دی تھی۔ اباجان اندر داخل ہوئے تو پہلے ان کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر اپنے بیٹے مرزا گل محمد کا ہاتھ پکڑا اور اباجان کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ پکڑا دیا۔ منہ سے کچھ نہ کہہ سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اباجان فوری سمجھ گئے کہ وہ مرزا گل محمد کو میرے سپرد کر رہے ہیں۔ کچھ گھنٹے یا دن کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ اباجان نے اپنے چچازاد بھائی کو اپنے بچوں کی طرح ہی پالا تھا۔ ان کی سب جائیداد کا خود انتظام سنبھالا اور کچھ عرصہ بعد ان کی جائیداد ان کے سپرد کر دی۔ ہماری ایک خالہ سے ان کی شادی کروائی۔ گرمیوں میں پہاڑ پر جاتے تو اکثر ان کو ساتھ لے جاتے۔ ہم سب بچے ان کو چھوٹے چچا کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ کا فضل اور احسان صرف اپنے خاندان اور اپنی جماعت تک ہی محدود نہ تھا سلسلہ کے شدید معاندین کی بھی ان کی تکلیف میں مدد کی۔ اور یہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا کیا ہو۔ ایسے بہت سے واقعات کا مجھے علم ہے۔ لیکن جب ان کا اظہار آپ مناسب نہ سمجھتے تھے تو مجھے کچھ لکھنے کا حق نہیں۔

اسلامی اصطلاح کے غلط استعمال پر اظہارِ ناراضگی

1929ء میں کشمیر تشریف لے گئے۔ قیام کے دوران دو تین روز کے لئے ایک تفریحی مقام پر تشریف لے گئے۔ خیموں میں قیام تھا۔ اس جگہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا جو برف سے ڈھکا ہوا تھا۔ ایک دن وہاں سیر پر جانے کا پروگرام بنایا۔ چند گھوڑے کرایہ پر لئے گئے تا خواتین اور بچے بھی سیر کے لئے جا سکیں۔ آپ سب اہلِ خانہ کو خود سوار کروا رہے تھے۔ سب سوار ہوکر روانہ ہونا شروع ہوئے۔ صرف ایک گھوڑا مع سوار کھڑا رہ گیا۔ آپ نے سوار کی طرف منہ کر کے کہا کہ چلتے کیوں نہیں؟ جواب ملا کہ گھوڑا استخارہ کر رہا ہے۔ یہ فقرہ سننا تھا کہ غصہ سے

اپنے بیٹے مرزا گل محمد کا ہاتھ پکڑا اور اباجان کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ پکڑا دیا۔ منہ سے کچھ نہ کہہ سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آپ کا منہ سرخ ہوگیا۔ گھوڑے سے فوری اُترنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دین سے استہزاء میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے واپس اپنے خیمہ میں چلے جاؤ۔ میں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ قافلہ کے اس فرد کو وہیں چھوڑ کر ہم سب پکنک کے لئے روانہ ہوگئے۔ کئی روز تک آپ اس حرکت کے مرتکب سے ناراض رہے۔

(یادوں کے دریچے۔ صفحہ 52)

مسلمانوں کی جان اور عزت کی فکر

تقسیم ہند کے معاً بعد جب قتل و خون کا بازار گرم تھا اور افراتفری کی حالت تھی اور مسلمانوں کی جان اور عزت کے سامان مفقود تھے۔ اباجان نے اعلان کروایا کہ جو بھی مسلمان قادیان آ سکتے ہوں، آ جائیں، ہم ان کی رہائش، خوراک اور حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ چنانچہ کئی ہزار مسلمان خاندان قادیان آ گئے۔ ان کی رہائش اور کھانے کا انتظام جماعت کے سپرد تھا اور ان کو حفاظت سے پاکستان پہنچانے کی ذمہ داری بھی امام جماعت نے اپنے ذمہ لی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جو لوگ بھی قادیان سے بھجوائے گئے سب کے سب بحفاظت پاکستان پہنچے۔ نیز احمدیوں کے خاندان کے افراد کو بھی پاکستان بھجوایا گیا۔ یہ کام مکمل کرنے کے بعد مردوں میں سے چند سو قادیان کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑے گئے۔ باقی سب مرد بھی پاکستان بھجوا دیئے گئے۔ پیچھے چھوڑے جانے والوں میں اباجان کے فیصلہ کے مطابق ہم اکثر بھائی قادیان میں مقیم رہے۔ حالات دن بدن بگڑ رہے تھے۔ قادیان کے جملہ محلّہ جات پر غیر مسلموں نے قبضہ کر لیا صرف شہر کا اندرونی حصہ جس میں مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک اور دارِ مسیح، دفاتر اور قریب کے محلوں کے کچھ گھر وغیرہ تھے ہمارے قبضہ میں تھا۔ ظاہر حالات تو یہ تھے کہ اس حصہ سے بھی ہمیں جبراً قتل و غارت کر کے نکالنے کی سکیم ہے۔ جب حالات حد سے زیادہ بگڑ گئے اور چاروں طرف سے قادیان کا محاصرہ کر لیا گیا تو اباجان کا خط ہم سب بھائیوں کے نام ملا (ان دنوں جماعت کے نام خطوط اور ہدایات ہوائی جہاز کے ذریعہ ملتی تھیں۔ جماعت نے دو چھوٹے جہاز لاہور میں خریدے تھے۔ ایک عزیزم سید محمد احمد اور دوسرا عزیزم میاں لطیف لاہور سے پرواز کر کے قادیان آتے اور دارِ مسیح کے عین اوپر چھتوں کے قریب آ کر Crates جہاز سے گرا دیتے تھے اور اس طرح ہمارا تعلق پاکستان سے قائم رہا۔) جس میں آپ نے لکھا:

”جہاں تک ظاہری حالات اور ہماری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کی فوج کی مدد سے سکھوں کے جتھے قتل عام شروع کرنے والے ہیں جس کے نتیجہ میں تم سب بھی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے“ والسلام۔ مرزا محمود احمد

میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے

اباجان کا یہ خط ہمارے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحب نے ہم سب کو اکٹھا کر کے پڑھ کر سنایا۔ ہم سب کا ردِّ عمل

مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ڈیفنس کے معاملے میں میں ابھی طفلِ مکتب ہوں۔ انہوں نے ایسی ایسی تجاویز بیان فرمائی تھیں کہ ہم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب یہ خط ہم سب بھائیوں کو سنایا جا رہا تھا تو کسی قسم کا خوف ہمارے دلوں میں یا ہمارے چہروں پر نہ تھا، نہ کوئی گھبراہٹ یا پریشانی۔ بلکہ بلا استثناء ہم سب مسکرا رہے تھے اور بشاشت سے دین کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔

اس خط کے ملنے کے چند دن بعد ہمیں ایک ذریعہ سے دشمن کے ارادوں کا پتہ چل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وائرلیس کا انتظام مہیا فرما دیا تھا کہ جس کے ذریعہ سکھ جتھوں اور ہندوستانی فوج کی نقل و حرکت اور ان کے ارادوں کی اطلاع مل جاتی تھی۔ اطلاع یہ ملی کہ اگلے دن رات کے پچھلے پہر ہندوستانی فوج کا ایک دستہ ''دارِ مسیح'' کا محاصرہ کر کے تلاشی لے گا اور ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جس کسی سے بھی کوئی ہتھیار نکلے اس کو وہیں گولی مار دی جائے۔ تہجد کی نماز کے لئے جب ہم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ہمارے گھروں کی چھتوں پر ہندوستانی فوج کے سپاہی اسلحہ سے لیس متعین ہیں اور چاروں طرف گلی کو بھی محاصرہ میں لے لیا گیا ہے۔ اس دستہ کا انچارج ایک میجر تھا۔ نماز تہجد سے فارغ ہو کر جب گھر واپس آئے تو یہ میجر اور دو صوبیدار اور چند سپاہی جو سب مشین گنز اُٹھائے ہوئے تھے گھر میں داخل ہوئے اور ہم سب کو حکم دیا کہ کمروں سے باہر آجاؤ، تلاشی

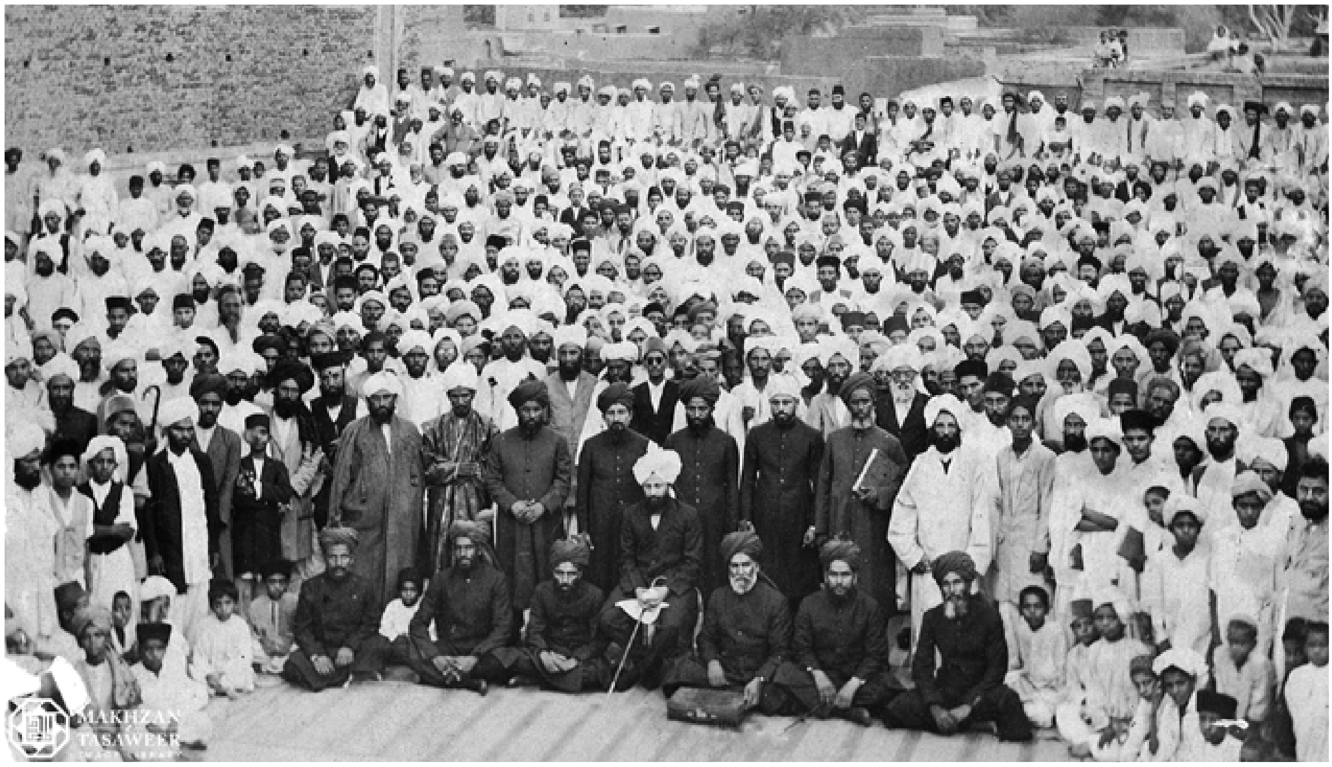

ہوگی۔ اور ساتھ ہی میجر نے اعلان کیا کہ جس فرد کے پاس کوئی ہتھیار نکلا اس کو یہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں ہمیں اس کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے ہم سب کو ہمارے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد صاحب (جو قادیان میں حفاظت کے جملہ امور کے نگران اعلیٰ تھے) نے ہمیں ہدایت کی کہ جملہ اسلحہ نکال دیا جائے۔ چنانچہ سب کمروں کی تلاشی کے بعد ہندوستانی فوجی ناکام و نامراد گئے

مجھے افسوس ہے کہ آپ ان کے والد صاحب سے نہیں مل سکے۔ ان کے علم میں اتنی وسعت اور اتنی گہرائی تھی کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے

اور ہمارے قتل کئے جانے کا کوئی بہانہ ان کو نہ مل سکا۔

(یادوں کے دریچے۔ صفحہ 59-57)

وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں جس موعود لڑکے کی بشارت عطا فرمائی اس کی صفات بھی اس پیشگوئی میں بیان فرما دیں۔ جن میں سے ایک یہ کہ ''علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' پر لکھنا تو سوانح نگار کا کام ہے۔ میں تو دو واقعات جس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے اور ایک جو تاریخ کا حصہ بن چکا ہے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ تا پڑھنے والے پیشگوئی میں مذکور خدائی وعدہ کہ وہ موعود فرزند ''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کی ایک جھلک یہاں بھی دیکھ سکیں۔

پاکستان میں بینکنگ اور جہاز رانی کی ابتداء

پاکستان بننے کے بعد ابا جان نے پاکستان کی صنعتی و اقتصادی ترقی کے لئے بعض تحریکیں کیں۔ جن میں پاکستان میں بینکنگ اور جہاز رانی کی ابتداء بھی تھی۔ بحری جہازوں کی کمپنی کے قیام کے لئے آپ نے سیٹھ اسمٰعیل صاحب (جو

احمدی نہیں تھے) کو توجہ دلائی۔ انہوں نے اس پر آمادگی کا اظہار فرمایا اس شرط کے ساتھ کہ آپ خود بھی اور جماعت کی طرف سے بھی کمپنی میں کچھ حصص خریدیں۔ آپ نے

جو قالین میرے اور میری جماعت کے غرباء کے راستے میں حائل ہے وہ میرے گھر میں نہیں بچھایا جاسکتا۔

منظور فرمالیا۔ کمپنی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ دو چار سال گزرنے پر سیٹھ صاحب نے کمپنی کے سیکرٹری کو اباجان کی خدمت میں کسی مشورہ کے لئے خط دے کر بھجوایا۔ یہ صاحب آئے اور آپ سے ملے اور واپس چلے گئے۔ کافی سال گزرنے کے بعد اس کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ کے بعد اس کمپنی کے ایک ڈائریکٹر جو سعودی عرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ میں آپ کے بڑے بھائی سے ملا ہوں۔ آکسفورڈ کے پڑھے ہوئے اور بڑے عالم ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ صاحب جو پہلے کمپنی کے سیکرٹری تھے اور اب مینیجنگ ڈائریکٹر ہو چکے تھے، نے ان عرب صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپ ان کے والد صاحب سے نہیں مل سکے۔ ان کے علم میں اتنی وسعت اور اتنی گہرائی تھی کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ میں اپنا ذاتی تجربہ آپ کو بتاتا ہوں۔ ہمارا چیئرمین میرے ہاتھ ایک خط لے کر گیا (نقل بمطابق اصل۔ غالباً فقرہ یوں ہے "ہمارے چیئرمین نے میرے ہاتھ ایک خط بھجوایا) اور انہوں نے مہربانی فرما کر مجھ سے ملاقات کی اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نے جہاز رانی کے متعلق کوئی باقاعدہ تعلیم بھی حاصل کی ہے؟ میرے بتانے پر کہ انگلستان میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ نے جہاز رانی میں کامیابی حاصل کرنے کے متعلق بڑی تفصیلی روشنی ڈالی اور ایسے ایسے امور بیان کئے جو میرے لئے بالکل نئے تھے۔ میں سنتا جاتا تھا اور سخت شرمندہ بھی ہو رہا تھا کہ کہاں میرا علم اور کہاں اس شخص کا علم۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں اس علم کی ابتدائی کلاس کا طالب علم ہوں۔ یہ تو تھا پاکستان میں جہاز رانی کی ابتداء کا واقعہ۔ اس کمپنی کا نام "پاکستان سٹیم شپ کمپنی لمیٹڈ" ہے۔ دوسری تحریک پاکستان میں بینکس قائم کرنے کی تجویز بھی جو حبیب بینک لمیٹڈ کی شکل میں سامنے آئی۔

(یادوں کے دریچے۔ صفحہ 75-76)

سٹاف کالج کوئٹہ میں دفاع پاکستان کے متعلق خطاب

اب ایک ایسے امر کا اختصار سے ذکر کر دیتا ہوں جو ملکی دفاع سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کوئٹہ تشریف لے گئے۔ پاکستان بننے کی ابتداء میں ہی یہ سفر اختیار کیا تھا۔ چند ماہ وہاں قیام بھی کرنا تھا۔ اس وقت سٹاف کالج کوئٹہ میں جنرل اختر ملک مرحوم بھی تھے (ان کا اس وقت کا عہدہ مجھے یاد نہیں)۔ انہوں نے حضرت اباجان کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ اسٹاف کالج کو جو افسران سپیشل کورسز کے لئے مقیم ہیں ان کو "پاکستان کا دفاع" کے موضوع پر خطاب کریں۔ شام کی چائے پر سب کو مدعو کیا جائے گا۔ اس موقع پر آپ تقریر فرمائیں۔ حضرت اباجان نے پاکستان کے دفاع اور اس کے لئے مناسب اسلحہ وغیرہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی اور بعض تجاویز بھی پیش کیں۔ جن میں تینوں سروسز یعنی آرمی، نیوی اور ایئر فورس کے متعلق مختلف زاویوں سے دفاع کی تفاصیل بیان فرمائیں۔ جنرل محمد ایوب خان صاحب ان دنوں اسٹاف کالج میں کورس کر رہے تھے بہرحال اختر مرحوم نے ایوب خان کو بھی دعوت نامہ دیا۔ انہوں نے معذرت کر دی کہ اس دن میں فارغ نہ ہوں گا۔ اس لئے شامل نہ ہوسکوں گا۔ جنرل اختر ملک صاحب نے اپنے ایک دو مشترکہ دوستوں سے کہا کہ آپ ایوب خان صاحب سے کہیں کہ وہ دوسرا کام چھوڑ کر تشریف لے آئیں۔ اس پر وہ رضامند ہو گئے اور تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لے آئے۔ سب سے اگلی صف میں جو کرسیاں بچھی تھیں۔ جنرل ایوب مرحوم انہیں میں سے ایک سیٹ پر بیٹھے تھے۔ تقریر کے اختتام پر چائے کی سروس شروع ہوئی۔ اختر مرحوم نے جنرل ایوب صاحب کا حضرت صاحب سے تعارف کروایا۔ کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور بہت شکریہ ادا کیا کہ غیر معمولی علم کا حامل تھا آپ کا لیکچر۔ بعد میں اپنے دوستوں سے جنرل ایوب صاحب نے کہا کہ بڑا مشکور ہوں کہ مجھے وہاں آپ لوگ لے گئے۔ جب حضرت مرزا صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے خیال کیا کہ ایک مذہبی آدمی ڈیفنس کے متعلق کیا جانے مولویوں والی تقریر ہی ہوگی۔ اس نے ہمیں کیا سکھانا اور کیا بتانا ہے۔ لیکن جیسے جیسے تقریر آگے بڑھتی گئی مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ڈیفنس کے معاملے میں میں ابھی طفلِ مکتب ہوں۔ انہوں نے ایسی ایسی تجاویز بیان فرمائی تھیں کہ ہم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

جماعت کے غرباء سے محبت

مرزا مبارک احمد صاحب اپنی یادوں کے تسلسل میں لکھتے ہیں:

میں اپنے گھروں میں سادگی کے بارے میں بات کر رہا تھا ایک واقعہ یاد آ گیا جس کا اثر اب تک باقی ہے۔ کافی عرصہ کے بعد اباجان نے یو۔پی کے ایک گاؤں سے جہاں قالین کھڈیوں پر بنائے جاتے تھے اور بہت معمولی قسم کے موٹی اور کھردری اُون کے اور سستے ہوتے تھے۔ ان قالینوں کے معمولی اور سستے ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ فی قالین قیمت تقریباً چالیس روپے تھی منگوا کر سب گھروں میں ایک ایک قالین دے دیا۔ ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ قادیان کے پڑوس کے ایک گاؤں میں ایک احمدی معمر خاتون کھدّر میں ملبوس، ننگے پاؤں مٹی سے لت پت اباجان سے ملنے آئیں۔ اس وقت آپ اس کمرہ میں ہی بیٹھے تھے جہاں قالین بچھا ہوا تھا۔ وہ بے تکلف سیدھی کمرہ میں داخل ہوئیں۔ اتنے میں گھر میں سے کسی نے اس کا بُرا منایا کہ قالین پر مٹی سے بھرے ہوئے پاؤں لے کر آ گئی ہیں۔ منہ سے کسی نے کچھ نہیں کہا تھا لیکن وہ گہری نگاہیں فوراً تاڑ گئیں کہ اس حرکت کو بُرا منایا گیا ہے۔ آپ اسے برداشت نہ کر سکے۔ آپ نے ایک ملازمہ کو بلا کر کہا کہ یہ قالین فوراً یہاں سے لے جا کر باہر پھینک دو۔ اور فرمایا کہ جو قالین میرے اور میری جماعت کے غرباء کے راستے میں حائل ہے وہ میرے گھر میں نہیں بچھایا جاسکتا۔

(یادوں کے دریچے، صفحہ 19)

(حاصل مطالعہ، محمد انیس دیالگڑھی)

مختصر سی حیات تھی لیکن
کتنی لمبی ہے داستاں اُس کی

ذات گو ہو گئی نہاں اس کی
بات پہنچی کہاں کہاں اُس کی

وہ جگر گوشۂ مسیحِ زماں
آ گئی یاد ناگہاں اُس کی

لاکھ قندونبات کے ٹکڑے
ایک شیریں ہے کیا زباں اُس کی

دینِ احمدؐ کے ان گنت صدمے
اور تنہا بس ایک جاں اُس کی

گلشنِ دیں کو کر گئی شاداب
ہم نشیں چشمِ خُوفشاں اُس کی

ہم تو اسلام کے سپاہی ہیں
اور ہم ہیں نشانیاں اُس کی

آج گو ہم میں وہ نہیں موجود
تیر اُس کے ہیں اور کماں اُس کی

دشمنوں سے یہ جا کے کہہ دیجئے
فوج ہے اب رواں دواں اُس کی

شاہِ یثربؐ کا بول بالا ہے
اور ہے روح شادماں اُس کی

مختصر سی حیات تھی لیکن
کتنی لمبی ہے داستاں اُس کی

(لیفٹیننٹ جنرل(ر) محمود الحسن ایمن آبادی صاحب مرحوم)

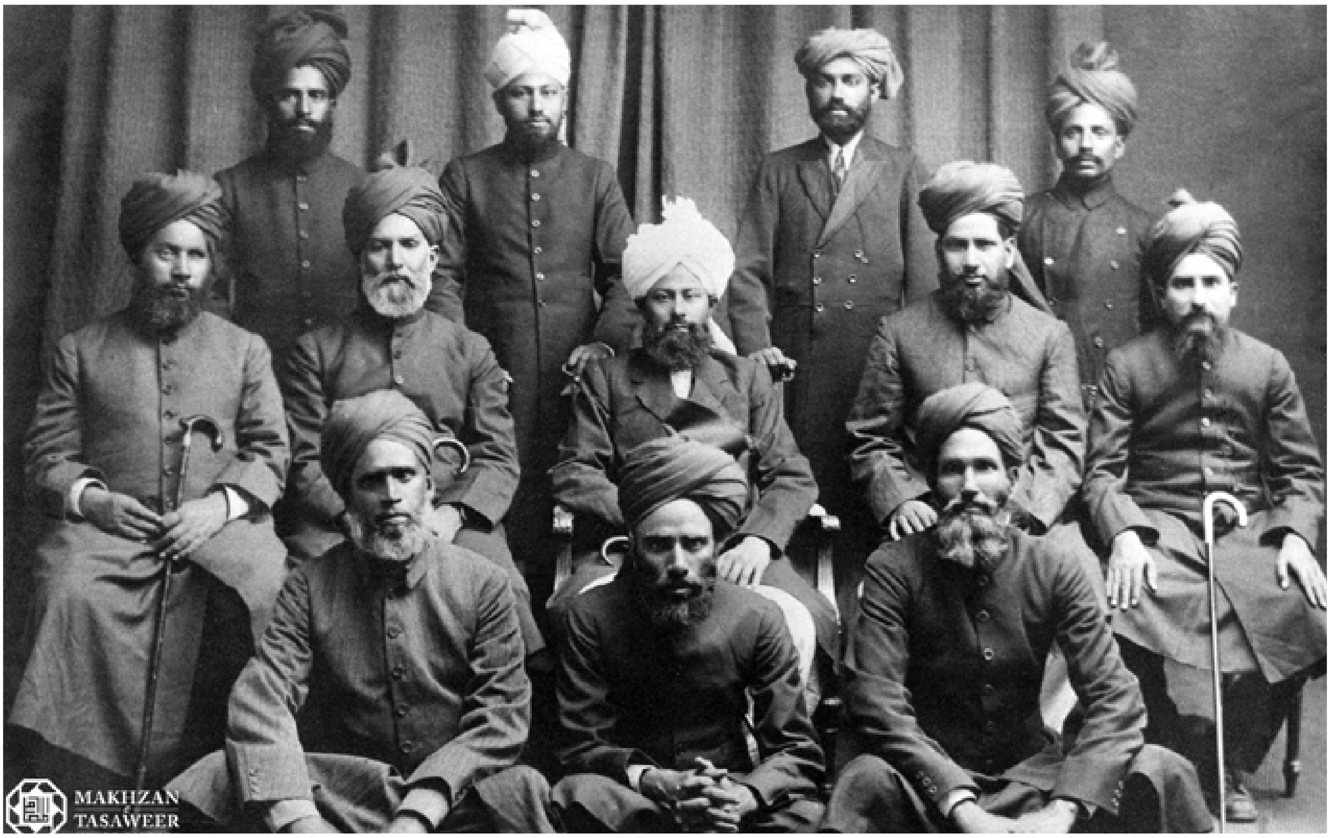

دارالقضاء کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم الشان کارنامہ

دارالقضاء کی 100سالہ تاریخ کا مختصر جائزہ

(مکرم حافظ راشد جاوید صاحب، ناظم دارالقضاء مرکزیہ ربوہ)

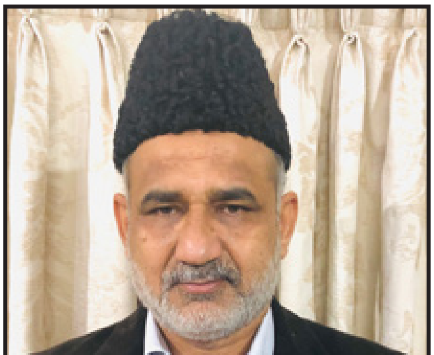

خدائی احکامات کے مطابق قضاء کا قیام انبیاء کی سنت ہے۔ تمام انبیاء ہی لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کرتے رہے۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تو بعض فیصلوں کا ذکر قرآن پاک میں بھی آتا ہے۔ لیکن اس نظام عدل کا اپنے کمال تک پہنچنا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ ہی مقدر تھا۔ چنانچہ اسلام نے جو نظام عدل متعارف کروایا وہ دنیا کا بہترین نظام عدل ہے۔ اس نظام کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ نہ صرف خود فیصلے فرمایا کرتے بلکہ آپ نے اپنے صحابہ کی تربیت کے لئے اپنی نگرانی میں ان سے فیصلے بھی کروائے۔ پھر خلفائے راشدین بھی اسی سنت کے موافق لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ قضائی نظام کی بنیاد رکھی۔ تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ قضاء کا قیام فرض کفایہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ:

فإن القضاء فريضة محكمة وسنة متبعة

(دار قطنی، السنن، 4: 607، رقم:16)

”قضاء ایک محکم فریضہ اور ایسی سنت ہے جس کی اتباع کی جانی ضروری ہے“۔

دارالقضاء کے قیام کی ضرورت

حضرت مصلح موعودؓ اس کے قیام کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”شریعت کے بعض حصے ایسے ہیں کہ باوجود ان کے سیاسی اور نظام کے ساتھ متعلق ہونے کے گورنمنٹ ان میں دخل نہیں دیتی۔ جیسے قادیان میں قضاء کا محکمہ ہے حکومت اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتی کیونکہ اس نے خود اجازت دی ہوئی ہے کہ ایسے مقدمات کا جو قابلِ دست اندازی پولیس نہ ہوں آپس میں تصفیہ کرلیا جائے۔ پس اسلامی شریعت کا وہ حصہ جس میں حکومت دخل نہیں دیتی اور جس کے متعلق حکومت نے ہمیں آزادی دی ہوئی ہے کہ

ہم اس میں جس رنگ میں چاہیں فیصلہ کریں، ہمارا فرض ہے کہ اس حصہ کو عملی رنگ میں اپنی جماعت میں قائم کریں اور اگر ہم شریعت کے کسی حصہ کو قائم کر سکتے ہوں مگر قائم نہ کریں تو یقیناً اس کے ایک ہی معنے ہوں گے اور وہ یہ کہ ہم شریعت کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ پس اب اس نہایت ہی اہم اور ضروری مقصد کے لئے ہمیں عملی قدم اُٹھانا چاہئے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں رکھا ہوا ہے اور جماعت کے کسی فرد کی کمزوری یا ٹھوکر کا کوئی لحاظ نہیں کرنا چاہئے۔"

(انوار العلوم جلد 15 انقلاب حقیقی۔صفحہ 106)

دار القضاء کا قیام

اسی محکم فریضہ اور فرضِ کفایہ کی تکمیل کے لئے آج سے سو سال قبل حضرت مصلح موعودؓ نے نظام قضاء کی بنیاد رکھی۔ خلفاء سلسلہ نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود لوگوں کے تنازعات کے فیصلوں اور قضائی نظام کی بہتری کے لئے وقت دے کر اس کی بنیادیں مستحکم کیں۔ اس وقت احمدیہ دار القضاء کی شاخیں 18 سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہیں۔

جہاں تک قضائی معاملات کا تعلق ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بھی ہمیں راہنمائی ملتی ہے۔ سیرت المہدی میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک فیصلہ بھی درج ہے۔ جس میں آپ نے ایک خاتون کا خلع منظور فرمایا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ایک فیصلہ کا بھی ذکر ملتا ہے جو ایک گیند Ball کے بارے میں تھا جس کا باقاعدہ گواہی لے کر آپ نے فیصلہ فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے عہدِ مبارک میں جماعت کے انتظامی ڈھانچے کی بنیاد رکھی اور یکم جنوری 1919ء سے باقاعدہ طور پر مختلف صیغہ جات قائم فرمائے۔ ان دنوں چونکہ الفضل ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا تھا اس لئے جماعتی انتظامی ڈھانچے کا پہلا باقاعدہ اعلان مؤرخہ 4/ جنوری 1919ء کے الفضل میں شائع ہوا۔ اسی اعلان میں قضاء کے قیام کا بھی ذکر تھا۔ قضاء کے لئے حضورؓ نے مکرمی قاضی امیر حسین صاحب، مکرمی مولوی فضل دین صاحب اور مکرمی سید میر محمد اسحاق صاحب کو مقرر کیا ہے۔

گو دار القضاء کا باقاعدہ قیام یکم جنوری 1919ء کو عمل میں آیا۔ تاہم 07 جنوری 1919ء کے اخبار "الحکم" سے پتہ چلتا ہے کہ اس نئے نظام کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1918ء میں ہی ایک جامع اور مکمل خاکے کا اعلان فرما دیا تھا چنانچہ اخبار الحکم نے اپنی 7 جنوری 1919ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک فرمان محررہ یکم اکتوبر 1918ء شائع کیا جس میں حضور نے قضاء کے متعلق درج ذیل ارشاد فرمایا۔

"قاضیوں کا کام فیصلہ کرنا۔ اور قاضی القضاۃ کا اپیل سننا ہے۔ ان کے تمام فیصلوں کی اپیل خلیفہ وقت کے پاس ہو سکے گی۔ سوائے ان فیصلوں کے کہ جن میں خود خلیفہ ایک یا دوسرا فریق ہو۔ ایسے وقت میں قاضی القضاۃ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا"

(بحوالہ اخبار الحکم 7 جنوری 1919ء صفحہ نمبر 5)

قادیان کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی قاضی مقرر فرمائے۔

> "پھر ہماری جماعت کے لوگوں میں اگر کسی جگہ کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو وہ عدالت میں جاتے ہیں جس سے احمدیت کی ذلت ہوتی ہے۔

دار القضاء کے قیام کی غرض و غایت

حضور نے 1918ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر، جو مارچ 1919ء میں منعقد ہوا، اپنے دوسرے روز کے خطاب میں قضاء کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"پھر ہماری جماعت کے لوگوں میں اگر کسی جگہ کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو وہ عدالت میں جاتے ہیں جس سے احمدیت کی ذلت ہوتی ہے۔ ابتداء میں جب ابھی جھگڑے کی بنیاد پڑتی ہے اس وقت تو ہمارے پاس اس لئے نہیں آتے کہ چھوٹی سی بات کے متعلق انہیں کیا تکلیف دیں لیکن جب بات بڑھ جاتی ہے تو پھر اس خیال سے ہمارے سامنے پیش کرنے سے جھجکتے ہیں کہ وہ کہیں گے پہلے کیوں ہمیں نہ بتایا اور کیوں جھگڑے کو اتنا بڑھایا اس طرح بات بڑھتی بڑھتی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ پھر اگر ہم بھی کہیں کہ اس جھگڑے کو چھوڑ دو تو نہیں مانتے اور احمدیت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس نقص کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہر جگہ محکمہ قضاء مقرر نہیں ہے۔ اگر کچھ لوگوں کو مسائل سکھلا کر مختلف مقامات پر مقرر کر دیا جاتا تو ایسا نہ ہوتا۔ اب قاضی القضاۃ کا محکمہ تو یہاں مقرر کیا گیا ہے۔ آئندہ موٹے موٹے اور ضروری مسائل کچھ لوگوں کو سکھا کر مختلف جماعتوں میں انہیں مقرر کر دیا جائے تا کہ وہ مقامی جھگڑوں اور فسادوں کا تصفیہ کر دیا کریں اور بات زیادہ بڑھ کر خرابی کا موجب نہ ہو۔ ہاں ان کے فیصلہ کی اپیل یہاں کے محکمہ قضاء میں ہو سکے گی۔"

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 403 خطاب جلسہ سالانہ 17/ مارچ 1919ء شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

عہدِ خلافت ثانیہ میں دار القضاء کا اجراء

دار القضاء کے ریکارڈ کے مطابق حضور نے اپیل پیش ہونے پر جو پہلا فیصلہ فرمایا ہے وہ 10 جون 1919ء کا محررہ ہے اور یہ مقدمہ 12 ستمبر 1918ء کو دائر ہوا تھا۔ دار القضاء ربوہ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کے قضائی فیصلہ جات پر مبنی جو کتاب شائع کی گئی ہے اس میں لین دین کے باب میں یہ کیس پہلے نمبر پر درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یکم جنوری 1919ء کو قضاء کے باقاعدہ اعلان سے قبل ہی قادیان میں قضاء کا نظام جاری کر دیا گیا تھا۔ تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چونکہ نئے نظام کا باقاعدہ اعلان یکم جنوری 1919ء کو ہی فرمایا تھا اور اسی میں قضاء کے باقاعدہ قیام کا اعلان بھی شامل تھا اور قضاء کے لئے تین احباب مقرر کئے گئے تھے اس لئے تاریخی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قضاء کا باقاعدہ قیام یکم جنوری 1919ء سے ہی ہوا۔

مؤرخہ 28 جنوری 1919ء کے اخبار الحکم میں مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم نے نوٹ دیا ہے کہ نئے نظام کے تحت دفاتر نے کام شروع کر دیا ہے اور ان میں قضاء کا بھی ذکر کیا ہے۔

خلافت ثانیہ میں دار القضاء کا طریق کار

شروع میں قضاء کا طریق کار یہ تھا کہ قاضی اوّل کے فیصلہ کے خلاف مرافعہ اولیٰ میں دو قاضی صاحبان اپیل کی سماعت کرتے تھے جن کا تقرر انچارج محکمہ قضاء (ناظم قضاء) کرتا تھا۔ مرافعہ اولیٰ کے فیصلے کے خلاف اپیل کی سماعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمایا کرتے تھے۔ 20 اکتوبر 1939ء کو حضور نے اپیلوں کی سماعت کے لئے ایک نیا بورڈ قائم فرمایا اور اس بورڈ کے فیصلہ کے خلاف اپیل کی اجازت نہ تھی۔

تاہم حضور نے مورخہ 13 جون 1942ء کو ارشاد فرمایا۔

"بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اپیلیں سننے کے لئے جو بورڈ مقرر کیا گیا ہے ان کے فیصلے میں شرعی احکام کی بناء پر نظر ثانی کرنے اور ان کو ترمیم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں ایسی صورت موجود ہو تو فریق مقدمہ بورڈ کے پاس میرے پاس اپیل کرنے کے لئے درخواست کرے اگر بورڈ اجازت دے تو ایسی اپیل میرے پاس باقاعدہ ہو سکے گی۔ لیکن اگر بورڈ اجازت نہ دے تو اس حکم کا بطور استصواب میرے پاس اپیل ہو سکے گا مگر اس میں فریقین کے حاضر ہونے کی اجازت نہ ہو گی صرف ایک دفتری استصواب ہو گا۔ پھر اگر اجازت ہو تو اپیل باقاعدہ ہو سکے گی۔"

مکرم انچارج صاحب محکمہ قضاء قادیان مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل نے اس بورڈ کے لئے پہلی بار عدالت مرافعہ ثانیہ کا نام تحریر کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیماری تک یہی طریق جاری رہا۔ بیماری کے ایام میں حضور نے مؤرخہ 28 نومبر 1955ء کو درج ذیل ارشاد فرمایا:

"میری طاقت نہیں کہ مقدمات کو سنوں۔ وہی فیصلہ آخری ہو گا جو بورڈ قضاء کا ہو گا۔ میں تفسیر کا کام کر رہا ہوں۔ وقت بھی نہیں اور صحت بھی ابھی نہیں۔ جس کو اعتراض ہو وہ عدالتوں میں جا سکتا ہے۔" مورخہ 25 اکتوبر 1956ء کو دوبارہ مکرم ناظم صاحب دار القضاء کی چٹھی پر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اطلاع بھجوائی کہ

"ابھی حضور کی صحت اس قابل نہیں ہوئی کہ مقدمات کو سن سکیں اس لئے حسب سابق بورڈ کا ہی فیصلہ آخری ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات تک یہ طریق جاری رہا۔ شروع میں اس شعبہ کا نام محکمہ قضاء تھا تقسیم ملک کے بعد مؤرخہ 15 نومبر 1950ء کو ریکارڈ کے مطابق "ناظم دار القضاء پاکستان" کی مہر استعمال کی گئی۔ ریکارڈ کے مطابق خلافت ثانیہ میں بطور انچارج اور بطور ناظم دار القضاء مرکزیہ درج ذیل احباب کو خدمت کی توفیق ملی۔ پہلے انچارج کے طور پر حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور مکرم مولوی فضل دین صاحب دونوں کے نام ہی مختلف وقتوں میں آتے رہے ہیں۔ تاہم حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے بارے میں کہا جا سکتا ہے وہ پہلے انچارج محکمہ قضاء تھے۔ ان کے علاوہ مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب مصری مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل (جٹ)، مکرم چوہدری غلام حسین صاحب (اوورسیئر) اور مکرم مولوی تاج الدین صاحب کو بھی بطور ناظم دار القضاء خدمت کی

> مصلح موعودؓ نے جب قضائی نظام قائم فرمایا تو خلفائے راشدین کی روایات کے مطابق آپ نے نہ صرف خود فیصلے فرمائے بلکہ ہر لحظہ قضائی نظام کی نگرانی اور راہنمائی فرماتے رہے۔

توفیق ملی۔ تقسیم ہند کے بعد دار القضاء کا مرکزی دفتر بھی ربوہ میں قائم ہو گیا۔ تاہم 1951ء سے دار القضاء قادیان نے دوبارہ کام شروع کر دیا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب پہلے صدر دار القضاء قادیان مقرر ہوئے۔

دار القضاء کا قیام
حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم کارنامہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ کے بارے میں پیشگوئی فرمائی کہ:

"وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔۔۔۔۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔۔۔۔۔۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارناموں میں ایک بہت بڑا کارنامہ جماعتی انتظامی ڈھانچہ کی تشکیل اور اس کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنا تھا۔ اسی کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے احمدیوں کے سول نوعیت کے تنازعات، بلا معاوضہ حل کرنے کے لئے دار القضاء کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا۔ اس کی نہ صرف مستقل راہنمائی فرمائی بلکہ بہت سے تنازعات کے خود فیصلے فرما کر قاضیوں کے لئے راہنمائی کا بہت بڑا ذریعہ مہیا کر دیا۔

نظام دار القضاء کے متعلق
حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کے فیصلوں میں مطابقت

خلافت راشدہ میں حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ہی باقاعدہ انتظامی ڈھانچے کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ہی قضاء کا ادارہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہوا۔ جماعت احمدیہ میں بھی خلافت ثانیہ میں ہی جماعت کے انتظامی ڈھانچے کی بنیاد رکھی گئی اور خلافت ثانیہ میں ہی قضاء کا ادارہ بھی مستحکم بنیادوں پر قائم ہوا۔ قضائی معاملات میں کسی بھی ادارے کے استحکام کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے باقاعدہ قواعد مرتب ہوں اور طریق کار وضع کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس حوالہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ قضائی حوالہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط ایک بہت بڑی راہنمائی ہے۔ حضرت عمرؓ خود قضائی نظام کی نگرانی اور راہنمائی فرماتے۔ جہاں دیکھتے کہ قاضیوں سے غلطی ہو رہی ہے وہیں ان کی اصلاح فرماتے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے جب قضائی نظام قائم فرمایا تو خلفائے راشدین کی روایات کے مطابق آپ نے نہ صرف خود فیصلے فرمائے بلکہ ہر لحظہ قضائی نظام کی نگرانی اور راہنمائی فرماتے رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے عہد مبارک میں پہلی دفعہ 1938ء میں دار القضاء کے باقاعدہ قواعد مرتب ہوئے۔

حضرت عمرؓ بعض اوقات قاضی کے تقرر کے لئے باقاعدہ امتحان اور جائزہ لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے بھی مجلس مشاورت 1944 میں ایک تجویز کی منظوری

عطاء فرماتے ہوئے قاضیوں کے لئے باقاعدہ نصاب تیار کرنے کے لئے کمیٹی مقرر فرمائی۔

(رپوٹ مجلس مشاورت 7،8،9 اپریل 1944)

حضرت عمرؓ کے بابرکت عہد میں قضاء کو انتظامی امور سے الگ کیا گیا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے بھی باقاعدہ اس حوالہ سے قاعدہ بنادیا کہ انتظامی ادارے قضاء میں دخل نہیں دے سکیں گے اور قضاء کا بھی کوئی کام نہیں کہ انتظامی اداروں کے کام میں مداخلت کرے۔ پہلے قضاء کے قواعد صدر انجمن احمدیہ کے قواعد میں شامل تھے۔لیکن پھر قواعد قضاء انجمن کے قواعد سے الگ کر دیے گئے۔

(بحوالہ ریزولیوشن 669/ 11.11.1942)

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ قاعدہ منظور فرمایا کہ:

"مقدمات جن کے متعلق قوانین بنانے کا کسی انجمن احمدیہ کو اختیار نہیں ہے۔ یہ پبلک کے حقوق کا سوال ہے۔ جو صرف خلیفہ وقت بذات خود یا بعد مشورہ مجلس شوریٰ طے کر سکتے ہیں۔"

حضور کا یہ ارشاد خلافت خامسہ میں منظور شدہ قواعد کے قاعدہ نمبر 6 میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے قضاء کو بھی اس امر کا پابند کر دیا کہ وہ بھی انتظامی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ فرمایا:

"قضاء انجمن ہائے جماعت احمدیہ کے انتظامی امور میں دخل نہیں دے سکتی۔"

(بحوالہ قاعدہ نمبر 34۔ تفصیل کے لئے دیکھیں قواعد وضوابط دارالقضاء صفحہ نمبر 18۔ شائع کردہ نظامت دارالقضاء ربوہ)

حضرت عمرؓ کے ساتھ جب ایک شخص نے گھوڑے کی خرید پر اختلاف کیا تو اس وقت بھی اس شخص کے کہنے پر آپ قاضی شریح کے پاس فیصلہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے بھی عدل وانصاف کا عظیم الشان نمونہ قائم کرتے ہوئے ذاتی حیثیت میں یعنی بطور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب بذریعہ مختار مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب قضاء میں دعویٰ دائر کیا۔ ایک معاملہ عام احمدی کے خلاف اس کی ذاتی حیثیت میں تھا۔ اس میں تو باقاعدہ فیصلہ ہوا۔ تاہم دوسرا ذاتی لین دین کے حوالہ سے ایک جماعتی ادارے کے خلاف فہمید حساب کا تھا۔ وہ ادارہ جو براہ راست حضور کا اپنا قائم کردہ تھا۔ اگر حضور چاہتے تو اس کو حکم بھی کر سکتے تھے اور خلیفہ وقت کا حکم ہر احمدی کے لئے واجب الاطاعت ہوتا ہے تاہم چونکہ ذاتی لین دین میں حساب فہمی کا معاملہ تھا حضور نے پسند نہ فرمایا کہ بطور خلیفہ ان کو حکم جاری کریں۔ بلکہ باقاعدہ قضاء میں حساب فہمی کی درخواست دی۔ (ان کی تفصیل دارالقضاء ربوہ کی طرف سے شائع کردہ کتاب حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے قضائی فیصلے حصہ دوئم میں موجود ہے۔)

دارالقضاء کے فیصلوں کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی رہنمائی

عائلی معاملات خاندانوں میں بے چینی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں اس لئے ان کے جلد حل کی طرف توجہ دلائی اور ان کے فیصلے کے لئے قضاء کا ایک مرحلہ بھی کم کر دیا۔ معاشرے کے کمزور طبقوں کا اس قدر احساس تھا کہ ایک بیوہ کی تاخیر کی شکایت پر فرمایا کہ جلد مسئلہ حل کیا جائے۔ بیواؤں اور یتیموں کو دکھ دینا لعنتی کام ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے فیصلہ جات میں جابجا ہمیں راہنمائی ملتی ہے کہ کس طرح آپ نے انصاف کے فروغ کے لئے کاروائی فرمائی ایک جگہ فرمایا کہ حق خواہ امیر کا ہو یا غریب کا حقدار کو اس کا حق ملنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ امیر کا حق اس لئے دبا دیا جائے کہ لوگ اعتراض کریں گے کہ امیر ہے اس لئے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ قضاء کو صرف انصاف کو سامنے رکھنا چاہیے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے قضائی نظام کے استحکام کے لئے سینکڑوں فیصلے فرمائے آپ کے فیصلے پرشوکت اور عدل وانصاف کی عظیم بلندیوں پر فائز نظر آتے ہیں۔ آپ اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے وقت نکال کر لوگوں کے ذاتی مسائل حل کرنے کے لئے مسل کا بڑی تفصیل سے مطالعہ فرماتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے قضائی فیصلہ جات پر مشتمل کتاب حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے قضائی فیصلے و ارشادات دارالقضاء ربوہ کو شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ بلا شبہ دارالقضاء کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(باقی آئندہ)

حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد
غیر مسلموں کو السلام علیکم کہنے کے متعلق

(از مکرم دوست محمد صاحب تجانہ ڈیرہ غازی خاں)

مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کا مضمون بہ عنوان "غیر مسلموں کو سلام علیکم" الفضل مؤرخہ 30/ جولائی 46ء میں پڑھ کر مجھے حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ (رضی اللہ عنہ) کا فتویٰ اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت ہوئی ہے۔قبلہ میر صاحب نے غیر مسلموں کو السلام علیکم کہنا جائز لکھا ہے۔ مگر لکھا ہے کہ "دعا کے طور پر نہیں بلکہ اس لئے کہ ایک اسلامی رواج قائم ہو جائے"۔ مگر حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے۔ کہ تمام غیر مسلم سلام علیکم کی دعا کے مستحق ہیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ فتویٰ میرے ہی استفسار پر لکھا تھا۔ جو لفظ بلفظ درج ذیل ہے۔

مکرمی دوست محمد خاں صاحب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط مؤرخہ 21/ اپریل 1936ء حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ میرا اپنا طریق تو یہ ہے۔ کہ سب کو السلام علیکم کہتا ہوں۔ ہاں کوئی شقی جیسا کہ لیکھرام تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلام نہیں کیا۔ اگر ملے تو ممکن ہے کہ طبیعت رکے۔ عام لوگ باوجود دشمن ہونے کے دھوکہ خوردہ ہیں اور سلام کی دعا کے مستحق۔

دستخط پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفة المسیح
جو مفتی محمد صادق کے معلوم ہوتے ہیں۔

دوست محمد تجانہ ڈیرہ غازی خاں
مؤرخہ 04/ اگست 1946ء

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان
مؤرخہ 21/ اگست 1946ء صفحہ 4)

International Tahrik-e-Jadid offices, Rabwah, Pakistan

تحریک جدید، ایک نہایت بابرکت تحریک

مکرم حمید اللہ ظفر صاحب نیشنل سیکرٹری تحریک جدید۔ جرمنی

1934ء میں مخالفین سلسلہ احمدیہ نے جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹاڈالنے کا زعم لے کر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ مخالفت کے اس طوفان میں پیش پیش جماعتِ احرار نے بلند بانگ دعویٰ بھی کر ڈالا تھا کہ اب قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ اس پُر آشوب دور میں حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر متیٰ نصر اللہ کی صداؤں سے عرش کے کنگرے ہلا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے اس مخالفت کا ایک بالکل مختلف حل حضورؓ کے دل میں ڈالا۔ اور وہ یہ کہ یہ لوگ تو قادیان کو تہ و بالا کرنے کے بڑے بول بول رہے ہیں۔ ان کی پرواہ نہ کرو اور قادیان بلکہ ہندوستان سے باہر نکل کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے منصوبے بناؤ۔ چنانچہ دنیا بھر کے ممالک میں احمدیہ مساجد اور مشن ہاؤسز قائم کرنے کا عالمگیر منصوبہ سامنے آیا جسے "تحریک جدید" کا نام دیا گیا۔ آپ نے 27 نومبر 1942ء کو قادیان میں اپنے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کو جاری کرنے کے بارہ میں فرمایا۔

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا اچانک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اُسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

(الفضل 2/دسمبر 1942ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس تحریک کو اپنی زندگی کی ایک عظیم کامیابی قرار دیا چنانچہ فرماتے ہیں:

"تحریک جدید کے پیش کرنے کے موقع کا انتخاب ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ انتخاب نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی اُن بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جب کہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 2)

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضرت مصلح موعودؓ کو اس بابرکت تحریک کے بارہ میں آگاہ فرمایا بلکہ احباب جماعت احمدیہ کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بابرکت تحریک کے بارہ میں رؤیا اور کشوف کے ذریعہ اطلاع دی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس بارہ میں فرمایا:

"اس کے علاوہ بیسیوں رؤیا و کشوف اور الہامات اس تحریک کے بابرکت ہونے کے متعلق لوگوں کو ہوئے۔ بعض کو رؤیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ تحریک بابرکت ہے اور بعض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ یہ تحریک بابرکت ہے۔ اور بعض کو الہامات ہوئے کہ یہ تحریک بہت مبارک ہے۔ غرض یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کے بابرکت ہونے کے متعلق بیسیوں رؤیا کشوف اور الہامات کی شہادت موجود ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 4)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ تحریک جدید اشاعتِ اسلام کے لئے قربانیاں پیش کرنے کی ایک مختلف نوعیت کی تحریک ہے جس کا اندازہ ان 19 مطالبات سے ملتا ہے جن میں نہ صرف مالی قربانی ہے بلکہ ساری کی ساری زندگیاں

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کی تحریک ہے، ملازمین کے لئے رخصت کے ایام میں اپنے آپ کو وقف کرنے کی تحریک ہے، سادہ زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کی تحریک ہے، پنشنز احباب جو ملازمتوں سے فارغ ہو چکے ہوں ان کے لئے اپنی بقیہ زندگیاں خدمتِ دین کے لئے پیش کرنے کی تحریک ہے، اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی اور بے کار نہ بیٹھنے کی تحریک ہے، مرکز سلسلہ میں مکانات بنانے کی تحریک ہے، راستوں کے حقوق ادا کرنے کی تحریک ہے، اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرنے کی تحریک ہے اور وقفِ جائیداد کی بھی تحریک ہے۔ غرض ان 19 مطالبات میں درحقیقت بے شمار قربانیاں پیش کرنے کی تحریک ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

"جو قربانیاں اس وقت تک ہماری جماعت کی طرف سے ہوئی ہیں۔ وہ ان قربانیوں کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت نے کیں یا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کیں یا رسول کریم ﷺ کے صحابہ نے کیں۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس رنگ میں قربانی کریں جو بہت جلد نتیجہ خیز ہو کہ ہمارے قدموں کو اس بلندی تک پہنچا دے جس بلندی تک پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام دنیا میں مبعوث ہوئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں سے بعض کو دور دراز ملکوں میں بغیر ایک پیسہ لئے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو آپ لوگ اس حکم کی تعمیل میں نکل کھڑے ہوں گے۔ اگر بعض لوگوں سے اُن کے کھانے پینے اور پہننے میں تبدیلی کا مطالبہ کیا گیا تو وہ اس مطالبہ کو پُورا کریں گے۔ اگر بعض لوگوں کے اوقات کو پورے طور پر سلسلہ کے کاموں کے لئے وقف کر دیا گیا تو وہ بغیر چون و چرا کئے اس پر رضامند ہو جائیں گے اور جو شخص ان مطالبات کو پورا نہیں کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہو گا بلکہ الگ کر دیا جائے گا۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 7)

اس تحریک کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نہایت عظیم الشان بات ہمارے سامنے رکھی ہے کہ اس بابرکت تحریک کا تعلق آنحضرت ﷺ کے زمانے سے ہے اور آپ کے اس عظیم الشان مشن کی تکمیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا پر قائم کیا جائے اور اسلام اور آنحضرت ﷺ کی شان کو بلند کیا جائے۔ چنانچہ فرمایا۔

"تحریک جدید کوئی نئی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ وہ قدیم تحریک ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم ﷺ کے ذریعہ جاری کی گئی تھی۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 30-31)

یہ دراصل اس عظیم الشان روحانی انقلاب کا ایک منظر ہے جو مستقبل میں جلد یا بدیر تحریک جدید کے ذریعہ سے رونما ہونے والا ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں تحریک جدید کی پانچ ہزاری فوج کا لاکھوں تک پہنچنا اور پھر دنیا کے مغربی نظاموں کی جگہ اسلام کے نظامِ نو کی تعمیر مقدر ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک بار فرمایا تھا:

"جب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کو دنیا میں پھیلائیں گے اور اسلام کے جلال اور اس کی شان کے اظہار کے لئے اپنی ہر چیز قربان کر دیں گے تو ہمیں ان تبلیغی سکیموں کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہو گی۔ اس کو پورا کرنا بھی ہماری جماعت کا ہی فرض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں صحیح طور پر تبلیغ اسلام کرنے کے لئے ہمیں لاکھوں مبلغوں اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے جب میں رات کو اپنے بستر پر لیٹتا ہوں تو بسا اوقات سارے جہان میں تبلیغ کو وسیع کرنے کے لئے میں مختلف رنگوں میں اندازے لگاتا ہوں۔ کبھی کہتا ہوں ہمیں اتنے مبلغ چاہئیں۔ اور کبھی کہتا ہوں اتنے مبلغوں سے کام نہیں بن سکتا اس سے بھی زیادہ مبلغ چاہئیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ بیس بیس لاکھ تک مبلغین کی تعداد پہنچا کر میں سو جایا کرتا ہوں...... آج نہیں تو آج سے ساٹھ یا سو سال کے بعد اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بندہ ایسا ہوا جو میرے ان ریکارڈوں کو پڑھ سکا اور اُسے توفیق ہوئی تو وہ ایک لاکھ مبلغ تیار کر دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کسی اور بندے کو کھڑا کر دے گا جو مبلغوں کو دو لاکھ تک پہنچا دے گا۔ پھر کوئی اور بندہ کھڑا ہو جائے گا جو میرے اس ریکارڈ کو دیکھ کر مبلغوں کو تین لاکھ تک پہنچا دے گا۔ اس طرح قدم بقدم اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی لے آئے گا جب ساری دنیا میں ہمارے بیس لاکھ مبلغ کام کر رہے ہوں گے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 154-155)

تحریک جدید کی ابتدائی قربانی کرنے والوں نے نامساعد حالات کے باوجود قربانی کا حیرت انگیز نمونہ پیش کیا۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

"میں نے جب تحریک جدید جاری کی تو میں نے جماعت کے دوستوں سے 27 ہزار کا مطالبہ کیا تھا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا نفس اس وقت مجھے یہ کہتا تھا کہ 27 ہزار روپیہ بہت زیادہ ہے یہ جمع نہیں ہو گا مگر میرا دل کہتا تھا کہ اس قدر روپیہ کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ چنانچہ گو میں یہی سمجھتا تھا کہ اتنا روپیہ جمع نہیں ہو سکتا، دینی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے میں نے تحریک کر دی اور ساتھ ہی دعائیں شروع کر دیں کہ خدایا! ضرورت تو اتنی ہے مگر جن سے میں مانگ رہا ہوں ان کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے میں امید نہیں کرتا کہ وہ اس قدر روپیہ جمع کر سکیں تُو خود ہی اپنے فضل سے ان کے دلوں میں تحریک پیدا کر کہ وہ تیرے دین کی اس ضرورت کو پورا کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت نے بجائے ستائیس ہزار کے ایک لاکھ دس ہزار کے وعدے پیش کر دیئے.... اور پھر وصولی بھی ہو گئی۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 36)

چنانچہ تحریک جدید کے ذریعہ بیرون ہندوستان تبلیغ واشاعتِ اسلام میں تیزی آئی۔ گو بڑے بڑے چند ممالک میں تو مبلغینِ سلسلہ خدمتِ دین میں مصروف تھے لیکن تحریک جدید کے قیام کے بعد اس نظام اور انتظام میں بہت بڑے پیمانہ میں وسعت آئی اور ہر چھوٹے بڑے ملک میں مبلغین سلسلہ بھجوائے جانے لگے، ملک ملک احمدیہ مساجد کا قیام عمل میں آنے لگا اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ملکوں کے بعد شہروں میں بھی جماعتوں کا قیام عمل میں آنے لگا یہاں تک کہ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات (1965ء) تک 46 ممالک میں جماعت کا قیام ہو چکا تھا اور اب 210 سے زائد ممالک میں ہزاروں چھوٹی بڑی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں تو یہ سب تحریک جدید کے شیریں ثمرات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تحریک جدید کے سلسلہ میں عائد ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عملی طور پر اشاعت اسلام کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک ادبی شہ پارہ

چاند ۔ میرا چاند

سمندر کے کنارے چاند کی سیر نہایت پُرلطف ہوتی ہے۔ اس سفر کراچی میں ایک دن ہم رات کو کلفٹن کی سیر کے لئے گئے میری چھوٹی بیوی صدیقہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ، میری تینوں لڑکیاں ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ، امۃ الرشید بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ، امۃ العزیز سلمہا اللہ تعالیٰ، امۃ الودود مرحومہ اور عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تھے۔ رات کے گیارہ بجے چاند سمندر کی لہروں میں ہلتا ہوا بہت ہی بَھلا معلوم دیتا تھا اور اوپر آسمان پر وہ اور بھی اچھا معلوم دیتا تھا۔ جوں جوں ریت کے ہموار کنارہ پر ہم پھرتے تھے لُطف بڑھتا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی تھی۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد ناصرہ بیگم سلمہا اللہ اور صدیقہ بیگم جن دونوں کی طبیعت خراب تھی تھک کر ایک طرف ان چٹائیوں پر بیٹھ گئیں جو ہم ساتھ لے گئے تھے۔ ان کے ساتھ عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ بھی جا کھڑے ہوئے اور پھر عزیزہ امۃ العزیز سلمہا اللہ تعالیٰ بھی وہاں چلی گئی۔ اب صرف مَیں، عزیزہ امۃ الرشید بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ اور عزیزہ امۃ الودود مرحومہ پانی کے کنارے پر کھڑے رہ گئے۔ میری نظر ایک بار پھر آسمان کی طرف اُٹھی اور میں نے چاند کو دیکھا جو رات کی تاریکی میں عجیب انداز سے اپنی چمک دکھا رہا تھا اس وقت قریباً پچاس سال پہلے کی ایک رات میری آنکھوں میں پھر گئی جب ایک عارف بِاللہ محبوبِ ربّانی نے چاند کو دیکھ کر ایک سرد آہ کھینچی تھی اور پھر اس کی یاد میں دوسرے دن دنیا کو یہ پیغام سنایا تھا:

؎ چاند کو کَل دیکھ کر میں سخت بے کَل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

پہلے تو تھوڑی دیر مَیں یہ شعر پڑھتا رہا پھر مَیں نے چاند کو مخاطب کر کے اسی جمالِ یار والے محبوب کی یاد میں کچھ شعر خود کہے۔ جو یہ ہیں:۔

یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر
کیا لبِ دَریا مری بے تابیاں کافی نہیں
تو جگر کو چاک کر کے اپنے یوں تڑپا نہ کر

اس کے بعد میری توجہ براہِ راست اس محبوب حقیقی کی طرف پھر گئی جس کے حسن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر میں اشارہ کیا گیا ہے اور میں نے اسے مخاطب کر کے چند شعر کہے۔ جو یہ ہیں:۔

دُور رہنا اپنے عاشق سے نہیں دیتا ہے زیب
آسمان پر بیٹھ کر تو یوں مجھے دیکھا نہ کر

بے شک چاند میں سے کسی وقت اللہ تعالیٰ کا حُسن نظر آتا ہے مگر ایک عاشق کے لئے وہ کافی نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کا محبوب چاند میں سے اسے نہ جھانکے بلکہ اس کے دل میں آئے اس کے عرفان کی آنکھوں کے سامنے قریب سے جلوہ دکھائے، اس کے زخمی دل پر مرہم لگائے اور اس کے دُکھ کی دوا خود ہی بن جائے کہ اس دوا کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں مگر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس محبوبِ حقیقی کا عاشق چاند میں بھی اس کا جلوہ نہیں دیکھتا۔ چاند میں ایک پھیکی ٹکیہ سے زیادہ کچھ بھی تو نظر نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس محبوب نے اپنا چہرہ اس سے بھی چھپا رکھا ہے کہ کہیں اس میں سے اس کا عاشق اس کا چہرہ نہ دیکھ لے اور وہ کہتا ہے کہ کاش چاند

کے پردہ پر ہی اس کا عکس نظر آجائے اور میں نے کہا۔

عکس تیرا چاند میں گر دیکھ لوں کیا عَیب ہے
اس طرح تو چاند سے اَے میری جاں پردہ نہ کر

پھر میری نظر سمندر کی لہروں پر پڑی جن میں چاند کا عکس نظر آتا تھا اور میں اس کے قریب ہوا اور چاند کا عکس اور پرے ہوگیا۔ میں اور بڑھا اور عکس اور دُور ہوگیا اور میرے دل میں ایک درد اُٹھا اور میں نے کہا۔ بالکل اسی طرح کبھی سالک سے سلوک ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے کوشش کرتا ہے مگر بظاہر اس کی کوششیں ناکامی کا منہ دیکھتی ہیں، اس کی عبادتیں، اس کی قربانیاں، اس کا ذکر، اس کی آہیں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے استقلال کا امتحان لیتا ہے اور سالک اپنی کوششوں کو بے اثر پاتا ہے۔ کئی تھوڑے دل والے مایوس ہو جاتے ہیں اور کئی ہمت والے کوشش میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مُراد پوری ہو جاتی ہے مگر یہ دن بڑے ابتلاء کے دن ہوتے ہیں اور سالک کا دل ہر لحظہ مُرجھایا رہتا ہے اور اس کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ چونکہ چاند کے عکس کا اس طرح آگے آگے دوڑتے چلے جانے کا بہترین نظارہ کشتی میں بیٹھ کر نظر آتا ہے جو میلوں کا فاصلہ طے کرتی جاتی ہے مگر چاند کا عکس آگے ہی آگے بھاگا چلا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے کہا۔

بیٹھ کر جب عشق کی کشتی میں آؤں تیرے پاس
آگے آگے چاند کی مانند تو بھاگا نہ کر

میں نے اس شعر کا مفہوم دونوں بچیوں کو سمجھانے کے لئے ان سے کہا کہ آؤ ذرا میرے ساتھ سمندر کے پانی میں چلو اور میں انہیں لے کر کوئی پچاس ساٹھ گز سمندر کے پانی میں گیا اور میں نے کہا دیکھو چاند کا عکس کس طرح آگے آگے بھاگا جاتا ہے اسی طرح کبھی بندہ کی کوششیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بے کار جاتی ہیں اور وہ جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اس وقت سوائے اس کے کوئی علاج نہیں ہوتا کہ انسان اللہ تعالیٰ ہی سے رحم کی درخواست کرے اور اسی کے کرم کو چاہے تا کہ وہ اس ابتلاء کے سلسلہ کو بند کر دے اور اپنی ملاقات کا شرف اسے عطا کرے۔

اس کے بعد میری نظر چاند کی روشنی پر پڑی، کچھ اور لوگ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے تھے سیر کے لئے سمندر پر آگئے، ہوا تیز چل رہی تھی لڑکیوں کے برقعوں کی ٹوپیاں ہوَا سے اُڑی جا رہی تھیں اور وہ زور سے ان کو پکڑ کر اپنی جگہ پر رکھ رہی تھیں۔ وہ لوگ گو ہم سے دور تھے مگر میں لڑکیوں کو لے کر اور دور ہوگیا اور مجھے خیال آیا کہ چاند کی روشنی جہاں دلکشی کے سامان رکھتی ہے وہاں پردہ بھی اُٹھا دیتی ہے اور میرا خیال اس طرف گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کبھی بندہ کی کمزوریوں کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں اور دشمن انہیں دیکھ کر ہنستا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا۔

اے شعاعِ نور یوں ظاہر نہ کر میرے عیوب
غیر ہیں چاروں طرف ان میں مجھے رُسوا نہ کر

اس کے بعد میری نظر بندوں کی طرف اُٹھ گئی اور میں نے سوچا کہ محبت جو ایک نہایت پاکیزہ جذبہ ہے اسے کس طرح بعض لوگ ضائع کر دیتے ہیں اور اس کی بے پناہ طاقت کو محبوب حقیقی کی ملاقات کے لئے خرچ کرنے کی جگہ اپنے لئے وبالِ جان بنا لیتے ہیں اور میں نے اپنے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ہے محبت ایک پاکیزہ امانت اے عزیز
عشق کی عزت ہے واجب عشق سے کھیلا نہ کر

پھر میری نگاہ سمندر کی لہروں کی طرف اُٹھی جو چاند کی روشنی میں پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی نظر آتی تھیں اور میری نظر سمندر کے اس پار ان لوگوں کی طرف اٹھی جو فرانس کے میدان میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہر روز اپنی جانیں دے رہے تھے اور میں نے خیال کیا کہ ایک وہ بہادر ہیں جو اپنے ملکوں کی عزت کے لئے یہ قربانیاں کر رہے ہیں، ایک ہندوستانی ہیں جن کو اپنی تن آسانیوں سے ہی فرصت نہیں اور مجھے اپنی مستورات کا خیال آیا کہ وہ کس طرح قوم کا بے کار عضو بن رہی ہیں اور حقیقی کوشش اور سعی سے محروم ہو چکی ہیں۔ کاش کہ ہمارے مردوں اور عورتوں میں بھی جوشِ عمل پیدا ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ آخر وہ بھی تو انسان ہیں جو سمندر کی لہروں پر کودتے پھرتے ہیں اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے جانیں دے رہے ہیں، جو میدانوں کو اپنے خون سے رنگ رہے ہیں اور ذرّہ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ہمارے مرجانے سے ہمارے پسماندگان کا کیا حال ہوگا۔ اور میں نے کہا۔

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

جب میں نے یہ شعر پڑھا۔ میری لڑکی امۃ الرشید نے کہا ابا جان دیکھیں آپا دودی کو کیا ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگ گیا ہے۔ میں نے پوچھا دودی تم کو کیا ہوا ہے۔ اس نے جیسے بچیاں کہا کرتی ہیں کہا کچھ نہیں اور ہم سمندر کے پانی کے پاس سے ہٹ کر باقی ساتھیوں کے پاس آگئے اور وہاں سے گھر کو واپس چل پڑے۔ امۃ الودود کی وفات کے بعد میں یہی شعر پڑھ رہا تھا کہ صدیقہ بیگم نے مجھے بتایا کہ امۃ الودود نے مجھ سے ذکر کیا کہ شاید چچا ابا نے یہ شعر میرے متعلق کہا تھا تب میں نے مرحومہ کے کانپنے کی وجہ کو سمجھ لیا۔ وہ امتحان دے چکی تھی اور تعلیم کا زمانہ ختم ہونے کے بعد اس کے عمل کا زمانہ شروع ہوتا تھا اس کی نیک فطرت نے اس شعر سے سمجھ لیا کہ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ اب تم کو عملی زندگی میں قدم رکھنا چاہیے اور ہر طرح کے خطرات برداشت کر کے اسلام کے لئے کچھ کر کے دکھانا چاہیے۔ خدا کی قدرت عمل میں کامیابی کا منہ دیکھنا اس کے مقدر میں نہ تھا۔ موت میں زندگی اللہ تعالیٰ نے اسے دے دی وہ قادر ہے جس طرح چاہے اسے زندگی بخش دیتا ہے۔

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 643-639۔

تحریر فرمودہ جولائی 1940ء)

آجاؤ!

مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب

ضیاءِ نورِ مسیحا و مصلح موعود
نزولِ حضرتِ جاں آفریں و اَصل شہود

طبابتِ دم عیسیٰؑ و نغمۂ داؤد
یہ سیلِ حسنِ لطافت برنگِ لا محدود

پیام زیست کا لایا ہے بحر و بر کے لئے
ہر ایک مدعیٔ ذوق یک نظر کے لئے

ہر اِک طرف سے ضیا پاش نورِ مصطفویؐ
بجھا بجھا کے بجھا لو شرارے بولہبی

بہار آئی ہے اٹھو برائے مَے طلبی
بُرا ہے موسم رنگیں میں شوقِ تشنہ لبی

بُھلا نہ دینا کہیں شیوہ ہائے رندانہ
بھرا پڑا ہے مئے احمریں سے میخانہ

اٹھا کے عرش سے لایا ہے ایک یزدانی
شرابِ اطہر کوثر بہ ظرفِ روحانی

درونِ شہر ہے بادہ کشوں کی سلطانی
ہوئی ہے ساغر و جام و سبو کی ارزانی

صدائے قلقل و مینا بایں کلام ہے آج
’وہ بد گہر ہے جسے فکرِ ننگ و نام ہے آج‘

(وفا کے قرینے۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ پاکستان 2009ء)

حسن و احسان میں نظیر

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ فرماتی ہیں:

مولوی ابو العطاء صاحب نے خواہش کی کہ میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت مقدسہ کے متعلق کچھ تحریر کروں۔ ابھی تک دل و دماغ کی یہ حالت ہے کہ کچھ لکھا نہیں جاتا حضرت فضلِ عمرؓ کی پرائیوٹ زندگی لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہیں تھی بلکہ آپ کی زندگی کا ہر قول اور ہر فعل خدا تعالیٰ کے اس قول کی شہادت دیتا رہا کہ آپ واقعی حُسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر تھے۔ آپ عاشقِ محبوب حقیقی، عاشقِ رسول اللہ ﷺ اور عاشقِ قرآن تھے۔ میرا اور آپ کا تیس سالہ ساتھ رہا۔ میں نے اس تمام عرصہ میں یہی مشاہدہ کیا کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اور آپ کی تمام صلاحیتیں، اسلام کا جھنڈا بلند کرنے میں صرف ہوئیں۔ آپ پر اعتراضات بھی ہوئے، دشمنوں نے ہر قسم کے وار کئے مگر آپ نے کبھی پرواہ بھی نہیں کی۔ پیشانی پر کبھی بل نہ آیا۔ لیکن جہاں نظام سلسلہ، خلافت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر کوئی اعتراض ہوتا، آپ کی غیرت جوش میں آجاتی اور یوں لگتا کہ ایک لاوا اُبل پڑا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آئے گا وہ اس میں بہہ جائے گا۔ بڑے سے بڑا فتنہ اُٹھا مگر آپ کے عزم صمیم کے آگے نہ ٹھہر سکا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔

(گلہائے محبت حضرت مصلح موعودؓ کی حسین یادیں صفحہ 11)

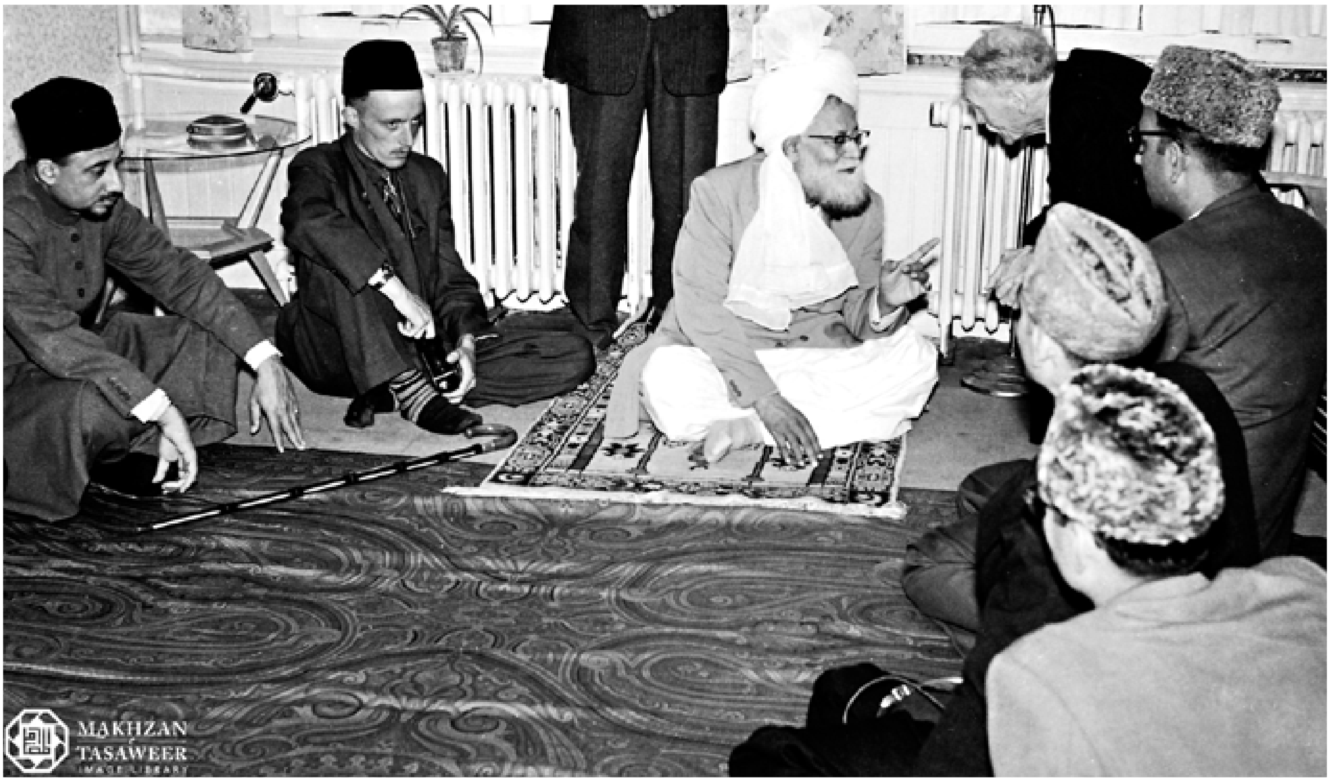

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اغیار کی نظر میں

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب (Neuwied)

حضرت مصلح موعودؓ کا وجود خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ اور ذاتِ باری کے جلال کا ایک جلوہ تھا۔ سبز اشتہار میں مرقوم پیشگوئیاں حرف بہ حرف اور لفظ بہ لفظ بڑی شان کے ساتھ آپ کے مبارک وجود میں پوری ہوئیں۔ آپ کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کمال مہارت کے ساتھ آپ نے جماعت کے خلاف فتنوں کا مقابلہ کیا اور اپنی کامیابی کی راہیں ہموار کیں۔ عزم و استقلال کے ساتھ، جرأت و بہادری کے ساتھ تند و تیز طوفانوں میں سے احمدیت کی کشتی کو نکالا اور بلا خوف و خطر اپنے نیک مقصد اور عظیم مشن کی طرف بڑھتے رہے۔ اس کے علاوہ تحریک پاکستان ہو یا تحریک آزادی کشمیر یا عالم اسلام کے مسائل کا حل ہر جگہ آپ کا کردار ناقابل فراموش اور بے مثال ہے۔ آپ کی قوت فیصلہ، قوت عمل، فہم و فراست، ذہانت و فطانت اور قیادت و سیادت کے موافق و مخالف سب معترف تھے۔ اس ضمن میں بعض غیر از جماعت احباب کے تاثرات پیش قارئین ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر
(تحریک خلافت کے اہم لیڈر)

آپ اخبار ''ہمدرد'' دہلی کی اشاعت 26/ستمبر 1927ء میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمات کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ کی نمایاں کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں، جنہوں نے اپنی تمام تر توجّہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرزِ عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔ جن اصحاب کو جماعت احمدیہ قادیان کے اس جلسہ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم اور طریقہ کار پر اظہارِ خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 215، طباعت 2018ء)

خواجہ حسن نظامی دہلوی
مدیر اخبار ''منادی'' دہلی

25/جولائی 1931ء کو جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال صاحب کے پُر زور اصرار پر حضرت مصلح موعودؓ کو اس کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ ان کو حضورؓ کی شخصیت کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ اور وہ حضرت مصلح موعودؓ کی قابلیت، علمیت، دور اندیشی اور عملی مستعدی سے بے حد متاثر ہوئے چنانچہ اپنے اخبار ''منادی'' سالنامہ 1936ء کے صفحہ 128 اور 129 پر لکھتے ہیں۔

''مرزا محمود احمد دراز قد، دراز ریش، گندمی رنگ، بڑی بڑی آنکھیں عمر چالیس سے زیادہ، ذات مغل، پیشہ امامت اور مسیح موعود کی خلافت، اور تحریر و تقریر کے ذریعہ قادیانی جماعت کی پیشوائی۔ پنجاب کے قصبہ قادیان میں رہتے ہیں...اب یہ اپنے والد کے قائمقام اور خلیفہ ہیں۔ آواز بلند اور مضبوط ہے، عقل دوراندیش اور ہمہ گیر ہے...انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی ثابت کردی ہے اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل وفہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔''

جناب سید حبیب صاحب
ایڈیٹر اخبار ''سیاست'' لاہور

سیاسی مخالفت کی بناء پر جب حضرت مصلح موعودؓ نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تو کمیٹی کی صدارت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب کے سپرد کی گئی۔ اور ملک برکت علی صاحب سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اس تبدیلی پر سید حبیب صاحب کو بہت دکھ اور افسوس ہوا۔ آپ نے اپنے اخبار ''سیاست'' لاہور کی اشاعت 18/مئی 1933ء میں لکھا۔

''میری دانست میں اپنی اعلیٰ قابلیت کے باوجود ڈاکٹر اقبال اور ملک برکت علی صاحب اس کام کو چلا نہ سکیں گے اور یوں دنیا پر واضح ہوجائے گا۔ کہ جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلاف عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا تھا۔ انہوں نے کام کی کامیابی کو زیرِ نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اس وقت اگر اختلافِ عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور اُمت مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی علیحدگی کمیٹی کی موت کے مرادف (مترادف) ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے انتخاب کی موزونیت اب دنیا پر واضح ہوجائے گی۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 28/مئی 1933ء صفحہ 7)

حقیقت یہ ہے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ایک نظام قائم کردیا اور عوامی تحریک میں اتنا زور پیدا کردیا کہ حکومت وقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔ صدیوں کے غلام کشمیری سکھ کا سانس لینے لگے۔ اہلِ کشمیر کو آزادی نصیب ہوئی۔ پریس کو آزادی ملی۔ مسلمانوں کو ملازمتوں میں برابر حصہ ملنے لگا۔ تعلیم میں سہولتیں ملیں۔ اپنی زمینوں پر قبضہ ملا اور ایسے ہی مختلف قومی حقوق کے حصول کی راہیں ہموار ہوئیں۔ یہ ایسی خدمت تھی کہ کشمیر کے پبلک جلسوں میں امام جماعت احمدیہ زندہ باد اور صدر کشمیر کمیٹی زندہ باد کے نعرے لگنے لگے۔ ''سلسلہ احمدیہ'' کتاب میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے آپ کی ان تاریخی خدمات کو ہمیشہ کے لئے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کردیا ہے۔

مولانا عبد الماجد دریابادی
صاحب مدیر اخبار ''صدق جدید''

حضرت مصلح موعودؓ کے بلند پایہ علمی مقام اور خدمتِ قرآن کے متعلق چند آراء پیش کرتے ہیں مولانا دریابادی جو خود بھی مفسر قرآن تھے ان پر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن و خدمت اسلام کا گہرا اثر تھا۔ چنانچہ آپ کی وفات پر انہوں نے ایک شذرہ تحریر کیا جس میں وہ لکھتے ہیں:

''قرآن اور علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں۔ اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔''

(صدق جدید 18/نومبر 1965)

علامہ نیاز فتح پوری صاحب
مدیر ''نگار'' کراچی

آپ اردو کے بلند پایہ ادیب، نقاد اور نثر نگار تھے۔ 24/مئی 1966ء کو کراچی میں وفات پائی۔ آپ نے جب حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو بے حد متاثر ہوئے اور حضورؓ کی خدمت میں اپنے تأثرات ارسال کئے لکھتے ہیں۔

''تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حُسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورہ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا۔ اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہوگیا۔ آپ نے هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے۔''

(الفضل ربوہ 17/نومبر 1963ء صفحہ۔ سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 163-164)

مولانا غلام رسول مہر صاحب
نامور ادیب، صحافی اور مشہور محقق

آپ لوگوں کی کسی کتاب میں اس عظیم الشان انسان کے کارناموں کی مکمل عکاسی نہیں ملتی۔ ہم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ کئی ملاقاتیں کی ہیں۔ پرائیویٹ تبادلہ خیالات کیا ہے۔ مسلم قوم کے لئے تو ان کا وجود سراپا قربانی تھا...جہاں کہیں مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کا مسئلہ درپیش ہوتا ان کی قابل عمل تجاویز ہمارا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنیں۔ ایسے موقع پر آپ کارواں رواں قومی درد سے تڑپ اٹھتا تھا۔ فرقہ بازی کا تعصب میں نے اس وجود میں نام کو نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب بلا کے ذہین تھے۔ میں نے پاک و ہند میں سیاسی نہ مذہبی لیڈر ایسا دیکھا جس کا دماغ پولیٹیکل پالیٹکس میں ایسا کام کرتا ہو جیسا مرزا صاحب کا دماغ کام کرتا تھا۔ بے لوث مشورہ، واضح تجویز اور پھر صحیح خطوط پر لائحہ عمل یہ ان کی خصوصیت تھی۔ مجھے ان کی وفات پر بڑا صدمہ ہوا ہے...افسوس مسلمانوں نے مرزا صاحب کی قدر نہیں کی۔ مخالفت کی سخت آندھیوں کے باوجود میں نے مرزا صاحب کو کبھی افسردہ اور سرد مہر نہیں دیکھا۔

(اقبال اور احمدیت صفحہ 503-502
بحوالہ سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ 541)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2018

(قسط دوم)

8 ستمبر 2018ء بروز ہفتہ

دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنی نائب ناظمات اعلیٰ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور خواتین نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ جرمنی کی وفاقی وزیر انصاف محترمہ کترینہ بارلے صاحبہ (Katarina Barley) بھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے خاص طور پر آئی ہوئی تھیں نے خواتین سے خطاب فرمایا۔ ان کے خطاب کے بعد تلاوت اور نظم کے ساتھ اجلاس کا اغاز ہوا۔ خطاب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 62 طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی نے ان طالبات کو میڈل پہنائے۔

بارہ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب شروع ہوا، تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج کی دنیا میں عموماً مذہب کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہے نہ مذہب کی تاریخ جاننے کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مذہبی دنیا میں یا مذہب کی تاریخ میں صرف مرد کی اہمیت ہے اور عورت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور اس کو بعض اسلام مخالف لوگ یا مذہب مخالف لوگ زیادہ ہوا دیتے ہیں۔ خاص طور پر اسلام پر تو یہ اعتراض بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ عورت ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک مسلمان سب سے زیادہ تاریخی واقعاتی اور علمی حقائق کے لئے جس چیز پر یا جس گواہی پر ایمان اور یقین رکھتا ہے یا اس کو ایمان اور یقین کی حد تک مانتا ہے وہ قرآن کریم ہے اور اس میں بیان کردہ واقعات و حقائق ہیں اور قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مذہب کی تاریخ میں عورت کا بڑا مقام ہے اور عورت کے قابل تعریف کاموں کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے۔

پھر قرآن کریم کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ارشادات اور آپ کی ہدایات عورت کی اہمیت اور اس کے تاریخی کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ہم جائزہ لیں تو مذہب اسلام کی تو ابتدا ہی عورت کی قربانیوں سے شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے رکھی اور اس بنیاد میں عورت کا حصہ شامل کیا گیا۔ قرآن کریم میں بھی یہ ذکر ہے اور حدیث میں بھی یہ تفصیل سے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا دکھایا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب دیکھی اور اسماعیل علیہ السلام کو سنائی کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ وہ زمانہ تھا کہ جب لوگ بتوں کو خوش کرنے کے لئے انسانوں کی قربانیاں بھی کیا کرتے تھے اور خصوصاً بیٹوں کو ذبح کرنا ایک بہت بڑی قربانی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ذکر کیا تو جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب

دیا کہ آپ اپنی رؤیا کو پورا کریں مجھے انشاء اللہ اس پر صبر کرنے والا پائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو باہر جنگل میں لے گئے اور الٹا لٹا دیا تا کہ ذبح کریں لیکن اُس وقت جب آپ ذبح کرنے لگے تو قرآن کریم میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ قد صدقت الرؤیا۔ یعنی جب تو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے تو تُو نے اپنی خواب پوری کر دی ہے۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ الہاماً فرمایا کہ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے جائیں اور وہاں چھوڑ آئیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے گئے۔ اس وقت وہاں میلوں تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ آپ اپنے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ اور کھجوروں کا ایک تھیلا لے کے گئے تھے۔ ان دونوں ماں بیٹے کے پاس وہ پانی اور کھجوروں کی تھیلی رکھ دی اور انہیں وہیں چھوڑ کر واپس چل پڑے۔ جب واپسی کے لئے مڑے تو بیوی اور بیٹے کی محبت کی وجہ سے چند قدم جا کر مڑ کر دیکھنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر چل پڑتے پھر رک کر دیکھنے لگتے۔ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے گئیں اور کہا کہ آپ ہمیں یہاں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ آخر حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اے ابراہیم! آپ کس کے حکم سے ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم جذبات کی وجہ سے کچھ بول تو نہ سکے البتہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر دیا۔ اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اگر آپ ہمیں یہاں خدا تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو فکر کی کوئی بات نہیں اگر خدا تعالیٰ نے کہا ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور یہ کہہ کر واپس چلی گئیں۔ یہ ایمان کا معیار تھا ان کا۔ آخر وہ تھوڑا سا پانی اور کھجوریں چند دنوں میں ختم ہو گئیں جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تو پانی کی تلاش میں قریب جو دو ٹیلے تھے صفا اور مروہ وہاں جاتیں اور ادھر پانی یا کسی گزرنے والے قافلے کو تلاش کرتیں۔ جب آپ سات چکر لگا چکیں تو فرشتے کی آواز آئی کہ ہاجرہ جا اپنے بچے کے پاس اللہ تعالیٰ نے پانی کا انتظام کر دیا ہے چنانچہ جب آپ بچے کے پاس پہنچیں تو دیکھا جہاں بچہ تڑپ رہا تھا وہاں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ اس طرح وہاں پانی کی وجہ سے پھر قافلے ٹھہرنے شروع ہو گئے اور مکہ کی بنیاد پڑی۔ یعنی مکہ کی جو بنیاد رکھی گئی وہ آنحضرت ﷺ کی آمد کے لئے تھی اور اس میں مرد اور عورت دونوں شامل تھے۔ حضرت ہاجرہ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرتیں اور بچے کے ساتھ قربانی کے لئے تیار نہ ہوتیں تو انہیں کبھی وہ مقام نہ ملتا جو آج ہر مسلمان کے دل میں آپ کا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ملتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہو گا۔ اور فرعون کیونکہ تم لوگوں کا دشمن ہے وہ اسے مارنے کا ارادہ کرے گا۔ اس لئے جب وہ پیدا ہو تو ایک ٹوکرے میں رکھ کر اسے دریا میں ڈال دینا۔ اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو جو نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی ذات پر توکّل تھا تو اس وجہ سے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ ایسا جرأت والا قدم ہے جو شاید کروڑوں میں ایک عورت بھی نہ کر سکے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں ہی ایک اور عورت کا بھی قربانی کا ذکر ملتا ہے جو فرعون کی بیوی تھی جس نے پھر اس دریا میں بہتے ہوئے بچے کو فرعون کو کسی طرح قائل کر کے پرورش کے لئے لے لیا۔ فرعون کی بیوی بھی ہر وقت یہ دعا کرنے والی تھی کہ اے اللہ تو شرک کی ظلمت کو دور کر دے اور سچائی کو دنیا میں قائم کر دے۔ اب دیکھیں کہ بادشاہ کی بیوی ہے ہر قسم کے آرام اور آسائش میں رہنے والی ہے اور پھر فرعون جیسے شخص کے ساتھ رہنے والی ہے جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر کھڑا کرتا تھا لیکن فطرت کی نیکی اور جرأت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق نے ایسے حالات کے باوجود انہیں سب چیزوں کو ٹھکرا کر خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کا درد پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس عمل کو سراہا اور ایسا مقام عطا کیا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کر

دیا۔اب یہ دونوں عورتیں بھی ایک مذہب کی بنیاد رکھنے میں کردار ادا کرنے والی تھیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بھی بڑی قربانیاں کیں اپنے بیٹے کو صلیب پر لٹکتے دیکھا اور بڑی جرأت سے یہ نظارہ دیکھا۔شاید ہی کوئی ماں ہو کوئی عورت ہو جو یہ نظارہ اس طرح دیکھ سکے اور قربانی کے لئے تیار ہو۔غرض کہ مذہب کی تاریخ نے عورت کے مقام اور قربانیوں کو محفوظ کیا ہے۔

پھر اسلام کی تاریخ میں ہم مزید یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت ﷺ کی پہلی وحی سے لے کر جب آپ نے دعویٰ کیا اور آپ کی مخالفت شروع ہوئی تیرہ سال تک شدید تکالیف میں آپ کا ساتھ دیا۔ ایک امیر ترین عورت جس نے نہ صرف اپنی تمام دولت اپنے خاوند کے سپرد کر دی بلکہ شعب ابی طالب میں سخت ترین حالات میں بھوکی پیاسی رہ کر قربانی کرتی رہیں اور یہ قربانی قریباً اڑھائی تین سال تک جاری رہی۔ اسی طرح اور مسلمان عورتیں بھی اس دَور میں تکلیف اور پریشانیوں سے گزری ہیں جن کی قربانیوں کو تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔

پھر اگر علم و معرفت کی باتوں کا ذکر ہو تو یہ نہیں کہ عورت کو جاہل بنا دیا اور صرف مردوں کو ہی علم و معرفت کا سمجھنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ نے عورت کی علم و معرفت کی باتوں کو بھی محفوظ کیا ہے مثلاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی نے دین کا علم سیکھنا ہے تو نصف دین عائشہ سے سیکھو۔ یعنی میں نے اس کی ایسی تربیت کر دی ہے اس میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو چکی ہیں کہ دین کے مسائل اور خاص طور پر عورتوں کے مسائل عائشہ سے سیکھو۔قرآن کریم کو دیکھ لیں ہر جگہ مسائل کے بیان احکامات اور انعامات میں عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے۔ اگر مرد کی نیکی کا ذکر ہے تو عورت کو بھی نیک کہا گیا ہے مرد کی عبادت کا ذکر ہے تو عورت کو بھی عبادت کرنے والی کہا گیا ہے۔ جنت میں مرد جائیں گے تو عورتیں بھی جائیں گی جنت میں مرد اعلیٰ مقام حاصل کریں گے تو عورتیں بھی کریں گی۔عورتوں نے باہر نکل کر جہاد بھی کیا اور تمام خطرات کے باوجود مردوں کے ساتھ متفرق ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جہاد میں جاتی بھی تھیں بلکہ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ فنون جنگ کی بھی انہوں نے تربیت حاصل کی۔ یہ سوچ ان کی تھی کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے ہر قربانی کے لئے تیار ہونا ہے۔ دین کی اولین ترجیح تھی۔ دنیا کی خواہشات کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں تھی۔

پس آج بھی اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی تعلیم کو دنیا کے چپے چپے پر پھیلانا ہے تو پھر ذاتی خواہشات کی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اپنے خاوندوں اور اپنے بچوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنے ہوں گے کہ دین اول ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا سب سے اول ترجیح ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سب سے اوّل ہے اور باقی محبتیں بعد میں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صرف بڑے اور اہم لوگوں کی مثالوں کو تاریخ نے محفوظ نہیں کیا بلکہ غریب اور بے بس لوگوں کی قربانیوں کو بھی اسلام کی تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔مثلاً لبینہ ایک صحابیہ خاتون تھیں بنو عدی کی ایک لونڈی تھیں اسلام لانے سے پہلے عمر انہیں اتنا مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے اور پھر دم لے کر انہیں مارنے لگ جاتے تھے۔حضرت لبینہ سامنے سے صرف اتنا کہتی تھیں کہ عمر اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو خدا اس ظلم کو بے انتقام نہیں چھوڑے گا۔ یہ توکل تھا ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی۔ پھر زنیرۃ ایک خاتون تھیں، بنو مخزوم کی لونڈی تھیں اور ابوجہل نے اس بے دردی سے ان کو مارا پیٹا، منہ پر بھی مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں، نظر ختم ہو گئی۔ اسی طرح حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ جو بوڑھی تھیں ان کی ران میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ابوجہل نے اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے پیٹ سے باہر نکل گیا اور شہید ہو گئیں۔غرض کہ اور بھی بیشمار واقعات ہیں مسلمان عورتوں کی قربانیوں کے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم احمدی تو اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں جبکہ اسلام کی احیائے نو کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ جب آپ نے

دعویٰ کیا تو مسلمانوں اور غیر مسلموں اور سب نے آپ کی مخالفت کی۔ نام نہاد علماء نے احمدیوں پر ظلم کئے احمدیوں کو قربانیاں دینی پڑیں اور مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی جان مال کی قربانیاں دیں اور دین کی اشاعت کے لئے اپنے جذبات کی اور اپنی اولاد کی بھی قربانیاں دیں اپنے مال کی بھی قربانیاں دیں تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے ہمیں ملی وہ دنیا میں پہنچے۔ آج مردوں کے ساتھ احمدی عورتوں کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا کے دو سو دس سے زائد ممالک میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ آج اسلام کو اگر پرامن مذہب کے نام پر کہیں دنیا میں جانا جاتا ہے تو وہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ پس آپ لوگ جو آج یہاں میرے سامنے بیٹھی ہیں اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ لوگوں کا یہاں آنا بھی احمدی مردوں اور عورتوں کی قربانی کی وجہ سے ہے۔ احمدیت کا دنیا میں پھیلنا دنیا میں رہنے والی عورتوں اور مردوں کی قربانی کی وجہ سے ہے خاص طور پر جن جگہوں پر جن ملکوں میں احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں وہاں احمدی مردوں اور عورتوں دونوں نے قربانیاں دی ہیں۔ آپ لوگوں کا یہاں آنا ان عورتوں کی قربانی اور دین کی حفاظت کی وجہ سے ہے اور اب تک یہ قربانیوں کا سلسلہ چل رہا ہے بعض ایسی ایسی قربانیاں ہیں عورتوں کی کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر نورین صاحبہ تھیں پاکستان میں جن کی عمر صرف 28 سال تھی اور ان کے خاوند ڈاکٹر شیراز 37 سال کے تھے۔ دونوں اپنے اپنے فیلڈ میں میڈیکل کے شعبہ میں ماہر تھے ملتان میں انہیں صرف اس لئے شہید کیا گیا کہ یہ دونوں امام وقت کو ماننے والے تھے ظالمانہ طریق پر ان کا گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ پھر 2010ء میں جب دارالذکر اور ماڈل ٹاؤن میں ہماری مساجد پر حملے ہوئے ہیں بڑی تعداد میں احمدی شہید کئے گئے تو بعض نوجوان بچے بھی اس راہ میں قربان ہوئے اور اس پر ماؤں کے ردعمل یہ تھے کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں ایک ماں نے کہا کہ میں نے اپنی گود سے جواں سال بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا۔ ایک ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا تین بیٹیاں تھیں جو میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا وہ شہید ہوا تو ماں باپ نے کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرتی رہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سب محبتوں پر غالب رہے۔ اسلام کی تعلیم کے حقیقی نمونے احمدی عورتوں میں نظر آتے ہوں۔ احمدیت کی خوبصورت تعلیم کا اظہار اپنے ہر قول و فعل سے کرنے والی ہوں۔ اور اس عملی اظہار کے ذریعہ لوگوں کے دل جیتنے والی ہوں۔ احمدیت کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہوں۔ یہاں آ کر دنیا کی ہوا و ہوس کی بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ اس کے احکامات پر چلنے کا جذبہ ہر جذبے اور ہر خواہش پر حاوی ہو جائے۔ پس ان قربانی کے واقعات اور اپنی تاریخ کو صرف علمی اور وقتی حظ اٹھانے کے لئے نہ سنیں اور پڑھیں بلکہ یہ عزم کریں کہ ہم نے اپنے مقصد پیدائش کو پانا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی اس کو حاصل کرنے والا بنانا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی عابد بننا۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1021 تھی۔ جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 525 تھی جبکہ جرمنی کے علاوہ دوسرے یورپین ممالک بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیا، بوسنیا، کوسووو، ہنگری، کروشیا، لتھوانیا، قازقستان، تاجکستان، اسٹونیا، سلووینیا، جارجیا وغیرہ سے 320 مہمان شامل ہوئے۔ عرب ممالک سے آنے والے مہمانوں کی تعداد 93 تھی۔ جبکہ افریقہ کے 13 مہمان اور ایشین ممالک سے تعلق رکھنے والے 70 مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

چار بجکر آٹھ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

کچھ عرصہ سے جرمنی اور دیگر یورپی ممالک میں دائیں بازو والی پارٹیوں نے زور پکڑا ہے۔ اس پریشان کن رجحان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان قوموں کے مقامی باشندے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہ محسوس کر رہے ہیں جیسے انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت ان کے حکمران اور حکومتیں نہیں کر پا رہیں۔ بے شک ان کی بے چینی کے بڑھنے کی ایک وجہ وہ تارکین وطن بھی ہیں جو حالیہ سالوں میں بہت سے یورپی ممالک میں آئے ہیں۔

جرمنی بھی اسی صورت حال کا شکار ہے، جس نے دوسرے ممالک کی نسبت پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد کو قبول کیا ہے۔ بہت سے مقامی لوگ خوفزدہ ہیں کہ اس کے نتیجہ میں معاشرے میں عجیب تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے لوگ یہ نظریہ پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام مغربی اقدار کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اور یہ کہ مسلمان مغربی معاشرے میں ضم نہیں ہو سکتے، لہٰذا یہ دوسرے شہریوں کے لیے خطرہ ہیں۔ پھر بہت سے غیر مسلم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے۔ ایسی آوازیں اس ملک میں خاص طور پر مشرقی جرمنی میں بھی سنی گئی ہیں۔ اس لیے وہاں تحریکیں چل رہی ہیں۔

ہم احمدیہ جماعت اس قسم کی مخالفت سے محفوظ نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہاں جرمنی میں بعض گروپس نے ہمارے خلاف سرگرم تحریکیں چلائی ہیں اور کوشش کی ہے کہ ہمیں نئی مسجد کی تعمیر سے روک سکیں۔ انہوں نے ہمارے خلاف بھی تحریک چلائی حالانکہ ہمارا ماٹو تو یہ ہے کہ 'محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں اور ہماری جماعت گذشتہ ایک سو تیس سال سے دنیا بھر میں پیار، محبت اور ہم آہنگی پھیلانے میں پیش پیش ہے۔ ہماری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی ہم نے کوئی مسجد بنائی یا کہیں ہماری جماعت قائم ہوئی تو جلد ہی ہمسایوں کے خوف ہوا میں اڑ گئے۔ لیکن باقی مسلم دنیا کی سنگین صورت حال کے پیش نظر احمدیہ مسلم جماعت کو بھی اس کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ پناہ گزین افراد خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حالیہ رپورٹس کے مطابق ایک یورپی ملک میں خواتین کی عصمت دری کے واقعات یا اس کی کوشش میں ملوث افراد میں زیادہ تناسب پناہ گزینوں کا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ اعداد و شمار کس حد تک درست ہیں، لیکن جب ایسی رپورٹس عام کی جاتی ہیں تو یہ دوسری قوموں کو بھی متاثر کرتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں مقامی لوگوں کے خوف اور خدشات بڑھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک اور پوائنٹ جس پر بہت سی پارٹیاں اور سیاستدان زور دیتے ہیں یہ ہے کہ تارکین وطن کو سنبھالنے کے لیے، ان کے روزمرہ کے اخراجات اور ان کی رہائش کے لیے حکومتوں کو بہت سا خرچ کرنا پڑتا ہے اور بالآخر اس سے مقامی ٹیکس دہندگان متاثر ہوتے ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ یہ حقیقی مسائل ہیں اور تشویش کی اصل وجوہات ہیں، لیکن اگر انہیں عقلمندی سے حل نہ کیا گیا تو معاشرے میں تناؤ بڑھے گا۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہر کیس کو انفرادی لحاظ سے جانچا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی شدت پسند دہشت گرد پناہ گزینوں کے روپ میں ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ مسلمان جو غلط کام کرتے ہیں وہ اسلام سے متاثر ہو کر ایسا کرتے ہیں تو پھر شاید یہ کہنا ٹھیک ہو کہ دائیں بازو والوں کے خدشات درست ہیں۔ لیکن اگر ایسے نام نہاد مسلمانوں کے اعمال کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ ثابت ہوا تو پھر ان کے پاس کیا جواز ہوگا؟ کون ذمہ دار ہوگا اگر یہ ثابت ہوا کہ اسلام مخالف پارٹیاں صرف نفرت انگیز خرافات پھیلا رہی ہیں جن کی بنیاد حقائق کی بجائے صرف تصورات پر ہے؟

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے بعض نئے نکات پیش کئے جن سے سامعین کو بہت سے سوالات کے جواب جاننے میں مدد ملی اور اصل اسلامی تعلیمات کے مغز کو سمجھ سکے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے پہلے اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جہاں انسان امن سے رہتا ہے وہاں اس پر فرض ہے کہ وہ دوسروں کے لئے بھی امن اور تحفظ کو یقینی بنائے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو جن پر ظلم وستم کیا گیا اور گھروں سے نکالے گئے، اجازت دی گئی ہے کہ وہ مزید ظلم وستم کا شکار ہونے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ تاہم قرآن مجید مزید بیان کرتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اپنے مذہب کا دفاع نہ کیا تو پھر کلیسا، مندر، راہب خانے، مساجد اور تمام عبادت گاہیں بھی خطرے کا شکار ہو جائیں گی۔ اس لئے یہ اجازت تمام لوگوں کے حقوق قائم کرنے کے لئے دی گئی تا کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

یہ اسلام کی اصل تعلیم ہے۔ یہ ہر مسلمان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ امن سے معاشرے میں رہے اور اس کی بہتری کے لئے مثبت حصہ ڈالے۔

ایک اور الزام جو اسلام پر لگایا جاتا ہے وہ عورتوں سے سلوک کے بارہ میں ہے۔ کچھ غیر مسلم یہ خوف رکھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے مغرب کی طرف ہجرت کی تو وہ مقامی خواتین کو اپنا شکار بنائیں گے اور ان سے بدسلوکی کریں گے۔ یقیناً کچھ پناہ گزین ایسے جرائم کے مرتکب بھی ہوئے ہیں اور یہ خوف اور بے چینی ان کے ایسے بے شرم رویوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ یہاں میں یہ قطعی طور پر بیان کر دوں کہ اگر کوئی عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے یا کسی بھی رنگ میں اس سے بدسلوکی کرتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف عمل کرتا ہے۔ اسلام ایسے رویے کو گناہ قرار دیتا ہے ایسے مکروہ اور بد اخلاقی کے جرم کی انتہائی سخت سزا تجویز کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ پناہ گزینوں کو قبول کرنے میں ایک اور بڑا خدشہ یہ ہے کہ اس سے حکومت پر بہت زیادہ مالی بوجھ پڑتا ہے۔ اس لیے کسی پناہ گزین کو

کسی ملک میں استحقاق کے نظر سے داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سوچ سے داخل ہونا چاہئے کہ وہ اس ملک کے لئے کیا پیش کرسکتا ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ پناہ گزین اس ملک کے مقروض ہیں جس نے انہیں پناہ دی ہے۔ انہیں متعلقہ حکومت اور عوام کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اس کے عملی اظہار کے طور پر انہیں اپنا وقت صرف میزبان ملک سے فوائد اور الاؤنسز لیتے ہوئے ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ جتنی جلدی ہو سکے انہیں معاشرے کا مفید وجود بننا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس کے علاوہ اگر حکومت پناہ گزینوں کو کچھ فوائد اور مالی مدد فراہم کرتی ہے تو انہیں اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ اس سے مقامی لوگوں کی ضروریات زندگی نظر انداز نہ ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صرف میزبان حکومت کی ہی ساری ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ تمام کمیونٹی سروسز مہیا کرے بلکہ اسے پناہ گزینوں کی اس طرح تربیت کرنی چاہیے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔ اگر پناہ گزینوں کے پاس روزگار کے لئے مناسب قابلیت نہیں ہے تو انہیں اس کی تربیت اور اپرنٹسز فراہم کرنے چاہئیں تا کہ وہ جلد از جلد قابلیت حاصل کرسکیں۔ ان کی تربیت کے لئے جو خرچ بھی ہو گا وہ ملک و قوم کے مستقبل کے لئے ایک قیمتی سرمایہ کاری ہو گی۔ جہاں تک سیکیورٹی کا پہلو ہے تو جن پناہ گزینوں کے متعلق یا ان کے ماضی کے بارہ میں کوئی شک ہو تو حکام کو ان کے بارہ میں چوکس رہنا چاہیے اور ان کی مسلسل نگرانی ہونی چاہیے یہاں تک کہ تسلی ہو جائے کہ وہ اب معاشرے کے لئے کسی قسم کے خطرے کا باعث نہیں رہے۔ کچھ اسے دوسروں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے والی پالیسی خیال کریں گے لیکن معاشرے کو خطرات سے بچانا اور قوم کی سیکیورٹی اور تحفظ کو یقینی بنانا کسی بھی حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً اگر کوئی پناہ گزین شرارت یا فساد کی نیت سے آتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف عمل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ بقرہ آیت 192 میں آتا ہے اگرچہ قتل کرنا یقیناً ایک گھناؤنا جرم ہے لیکن بدامنی اور نفرت پھیلانا اس سے بھی بڑا جرم ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے باقی لوگ محفوظ رہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو تشدد اور شدت پسندی کو فروغ دیتا ہے؟ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام معاشرے میں بدامنی پھیلاتا ہے؟ کوئی کیسے یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اسلام عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے؟ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے مال و دولت پر قبضہ کر لیں؟ جو کوئی بھی ان جرائم کا مرتکب ہو گا، چاہے وہ اس کا جواز اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرے یا نہ کرے، وہ اس کی تعلیمات سے کوسوں دور ہے اور اپنی زیادتیوں کا خود ذمہ دار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام ہر معاملہ میں مسلمانوں سے دیانتداری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توقع رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سچ یہ ہے کہ اسلام نے معاشرہ کو ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی سے محفوظ بنا دیا ہے۔ اسلام ہر فردِ معاشرہ کے جان و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لئے یہ بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ پھر بھی حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ مبارک پر الزامات لگاتے رہتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے معاشرہ میں ایک منفرد روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کیا۔ تاریخِ انسانیت میں ہمیں کہیں ایسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کی مثالیں نہیں ملتیں جیسی ابتدائی مسلمانوں نے قائم کیں۔ وہ دوسرے سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے بلکہ اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ دوسرے فریق کے حقوق متاثر نہ ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

وقت کا تقاضا ہے کہ ہم سب، مسلمان اور غیر مسلم اپنے اعمال کے نتائج پر غور کریں۔ آج ہم بڑے فخر سے دنیا کے گلوبل ولیج اور تیز تر سفری سہولیات کا ذکر کرتے ہیں لیکن ان ترقیات کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی احساس ہونا چاہیے کہ دنیا کے بارہ میں ہماری ذمہ داری اب پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں کہیں بھی لوگ اپنے وطن میں ظلم وستم اور بربرّیت کا شکار ہوتے ہیں تو بین الاقوامی کمیونٹی کو چاہیے کہ ان کی مدد کریں۔ ترجیح اس بات کو دینی چاہیے کہ محارب گروہوں میں صلح کرواکر دیرپا امن قائم کیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ہمیں اپنے دل ان لوگوں کے لئے وسیع کرنے چاہئیں جو واقعی متاثرہ ہیں۔ ایسے حقیقی پناہ گزینوں کو جو بلاوجہ ظلم وتعدی کا شکار ہوئے ہیں ہرگز ردّ نہیں کرنا چاہیے۔ کسی معاشرہ کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ ان معصوم لوگوں کو دھتکارے جو صرف پرامن طریقہ پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اس ملک کے قانون کی پاسداری کرنا چاہتے ہیں جس میں وہ رہتے ہیں۔ بلکہ جن کی زندگیاں تباہ ہوگئیں، جنہیں تکالیف پہنچائی گئیں، جو بے کس اور بے یار و مددگار ہیں، ہمیں ان کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آئیں ہم انسانیت کو قائم کریں! آئیں ہم اپنی محبت و شفقت ظاہر کریں! آئیں ہم ان کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور بوجھ بانٹیں جنہیں اس کی اشد ضرورت ہے دوسری طرف مہاجرین کی بھی نئے ملکوں میں ذمہ داریاں ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ اپنے نئے معاشرہ کے لئے مفید کام کریں اور اس میں integrate ہونے کی پوری کوشش کریں۔ انہیں الگ تھلگ نہیں رہنا چاہیے اور نہ ہی مقامی لوگوں سے تعلق توڑنا چاہیے، بلکہ اپنے نئے گھر کی بہتری اور مسلسل ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ ہمیں باہم مل کر ایسے طریق ڈھونڈنے چاہئیں، جس سے مختلف پس منظر اور ثقافتوں کے لوگ مل جل کر اکٹھے رہ سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

احمدیہ مسلم جماعت کا ہمیشہ سے یہی نصب العین رہا ہے اور اس کے لئے ہم ہمیشہ کوشاں ہیں۔ اس کے لئے بنیادی چیز امن ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ پختہ عقیدہ ہو کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اس طرح ہم اسے پہچانیں گے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر انسانیت اس نتیجہ پر پہنچ جائے تو حقیقی اور دیرپا امن قائم ہوسکتا ہے۔ افسوس کہ ہم اس سے الٹ مشاہدہ کررہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آنے کی بجائے انسان امن قائم کرنے کے لیے صرف مادی ذرائع کو استعمال کررہا ہے۔ دن بدن انسان مذہب اور روحانیت سے دور ہوتا جارہا ہے اور اس کے نتائج بہت خوفزدہ کردینے والے ہیں۔ یہ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہی ہماری نجات کا ذریعہ اور واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر حقیقی امن قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے یہ میری شدید خواہش اور دعا ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی سچی تعلیمات کی پیروی کرے۔ آج میں درخواست کرتا ہوں کہ نفسانی اور سیاسی مقاصد کے حصول کی بجائے ہم بلاتمیز رنگ ونسل اور قوم کے تمام انسانوں کے حقوق ادا کریں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ انسان اور خدا کے درمیان خلیج ختم ہوجائے تب ہم دنیا میں حقیقی امن دیکھنے والے ہونگے۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب چار بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی۔

بیعت کی تقریب و اختتامی اجلاس

9 ستمبر 2018ء بروز اتوار جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق تین بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور بیعت کی تقریب ہوئی۔ یہ ایک عالمی بیعت تھی جو MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر کے ممالک میں براہ راست Live نشر ہوئی۔ اور دنیا کے تمام ممالک کی جماعتوں نے اس مواصلاتی رابطے کے ذریعہ اپنے پیارے آقا کی بیعت کی سعادت پائی جبکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر البانیا، افغانستان، بوسنیا، بلغاریہ، کروشیا، فرانس، جرمنی، ہنگری، Kosovo، Kurdish، لبنان، ناروے، پاکستان، São Tomé، سیریا، ترکش اور عرب سے تعلق رکھنے والے 42 افراد نے بیعت کی سعادت پائی۔ ان میں 26 مرد حضرات اور 16 خواتین تھیں۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد سینیگال سے آنے والے ایک مہمان Alhaji Falou Silla صاحب جو سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر ہیں اور "فرقہ مرید" کے خلیفہ کے نمائندہ کے طور پر آئے تھے، نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

اس ایڈریس کے بعد موصوف نے حضور انور کی خدمت میں اپنے خلیفہ کی طرف سے ایک لباس اور لکڑی کی بنی ہوئی ایک کشتی بطور تحفہ پیش کی۔

حضور انور نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے اور اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے 67 طلبا کو سندات اور میڈل عطا فرمائے۔ تقسیم ایوارڈ کی تقریب کے بعد پانچ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد وتعوّذ وتسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ التوبۃ کی آیات 32 اور 33 کی تلاوت کی اور ترجمہ بیان کرکے فرمایا: یہ وہ آیات ہیں جو تمام ان لوگوں کے لئے واضح اور کھل کر اعلان کررہی ہیں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا میں اپنی خوبصورت تعلیم کے ساتھ پھیلنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو انسانی کوششیں بجھا نہیں سکتیں۔ قرآن کریم وہ کامل شریعت ہے جو دنیا کی ہدایت کا سامان کرسکتی ہے اور اس کے علاوہ کوئی دین اور کوئی شریعت نہیں جو دنیا کو ہدایت اور نجات کے سامان مہیا کرسکے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور اب آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آسکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے مطابق کہ اب

تمام دینوں پر غلبہ دین اسلام کو ہی ہو گا اور بعد میں آنے والے زمانے میں اس ہدایت کی اشاعت کی تکمیل کے لئے وہ ہدایت جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہوئی آپ ﷺ کے غلام صادق کو آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ ظلی اور غیر شرعی نبی کا درجہ دے کر مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے بھیجے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس وعدے اور اعلان کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور معہدی معہود بنا کر بھیجا جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا۔ آپ کے زمانے میں ہی آپ کا پیغام یورپ میں بھی آ گیا امریکہ تک چلا گیا اور وہ جماعت آپ نے قائم کی جو اس کام کو خلافت کے نظام کے تحت جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مخالفتوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں یعنی مسلمان علماء اور ان کے زیر اثر مسلمان حکومتوں اور لوگوں کی طرف سے ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اسی طرح غیر مذاہب کی طرف سے بھی یا غیر طاقتوں کی طرف سے بھی، اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے نور کو دنیا میں پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ لاکھوں لوگ ہر سال ان تمام مخالفتوں کے باوجود اور علماء کے مکروں اور حیلوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کی شمولیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ ہر سننے والے کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید، نومبائعین کی رہنمائی اور ثبات قدم کے متعدد ایمان افروز واقعات کا تذکرہ فرمایا.......................

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔

جاتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر

12ر ستمبر بروز بدھ: آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی کا آخری دن تھا صبح دس بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی دعا کروائی اور قافلہ سفر پر روانہ ہوا۔ بیت السبوح کے دونوں اطراف میں کھڑے سینکڑوں احباب مرد و خواتین مسلسل اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے اور محبوب آقا کو الوداع کہہ رہے تھے۔ اکثر کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جدائی کے ان لمحات میں ان عشاق کی وہی حالت تھی جو ان کے آقا و مولیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ۔

پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی عمر و صحت میں بہت برکت عطا فرمائے۔ حضور کو ہر تکلیف اور شرّ سے اپنی خاص حفاظت میں رکھے اور سب احباب جماعت کی طرف سے پیارے آقا کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رہیں، آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں جن خوش نصیب افراد کو سفر پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے اسماء بغرض ریکارڈ درج ہیں۔

حضرت سیّدہ امۃ السبوح صاحبہ مدظلہا العالی (حرم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مکرم ڈاکٹر منصور احمد ڈاہری صاحب۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیوٹ سیکرٹری)۔ مکرم عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس لندن)۔ مکرم سید محمد احمد ناصر صاحب (نائب افسر حفاظت خاص لندن)۔ مکرم ناصر احمد سعید صاحب (شعبہ حفاظت)۔ مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب (شعبہ حفاظت)۔ مکرم محسن اعوان صاحب (شعبہ حفاظت)، مکرم خواجہ عبد القدوس صاحب (شعبہ حفاظت)، مکرم محمود احمد خان صاحب (شعبہ حفاظت)، مکرم مرزا للئیق احمد صاحب (شعبہ حفاظت)، عبد الماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم حماد احمد مبین صاحب مبلغ سلسلہ (دفتر پرائیوٹ سیکرٹری) اور عزیزم مشہود احمد خان صاحب طالبعلم درجہ رابعہ جامعہ احمدیہ یوکے کو بھی جرمنی اور بیلجیم میں قیام کے دوران قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

علاوہ ازیں مکرم ندیم احمد امینی صاحب، مکرم ناصر احمد امینی صاحب اور مکرم عبد الرحمن صاحب کو قافلہ کی گاڑیاں ڈرائیو کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل (یوکے) کے درج ذیل ممبران نے جلسہ سالانہ جرمنی اور بیلجیم کے پروگراموں کی براہِ راست کارروائی اور دیگر مختلف پروگراموں اور وفود کی ملاقاتوں کی ریکارڈنگ کے لئے اس دورہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔

مکرم منیر عودہ صاحب، مکرم سفیر الدین قمر صاحب، مکرم عدنان زاہد صاحب، مکرم سعید وسیم احمد صاحب اور مکرم ذکی اللہ احمد صاحب۔

ایم ٹی اے افریقہ کے تحت افریقن ممالک میں جلسہ سالانہ کی کوریج کے لئے درج ذیل ممبران کو دورہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

مکرم عمر سفیر صاحب (انچارج ایم ٹی اے افریقہ)، مکرم لقمان احمد صاحب، مکرم فائز احمد ناصر صاحب، مکرم نبیل احمد صاحب اور مکرم ہمایوں جہانگیر خان صاحب۔

ریویو آف ریلیجنز کے تحت اس دورہ کی کوریج اور القلم پراجیکٹ کے لئے درج ذیل ممبران کو اس سفر میں شمولیت کا موقع ملا۔

مکرم عامر سفیر صاحب (ایڈیٹر)، مکرم نور الدین جہانگیر خان صاحب، مکرم عبد القدوس عارف صاحب، مکرم شمائل احمد صاحب اور مکرم صہیب احمد صاحب۔

علاوہ ازیں مکرم عمیر علیم صاحب انچارج شعبہ مخزن التصاویر نے بھی اس میں شمولیت کی توفیق پائی۔

جرمنی سے ڈاکٹر اطہر زبیر صاحب اس سفر کے دوران بطور ڈاکٹر قافلہ کے ساتھ رہے۔ جرمنی سے ہی مکرم عبد اللہ سپراء صاحب کو بھی اس سفر میں قافلہ کے ساتھ شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے لئے یہ سعادت مبارک فرمائے، آمین۔

مشاہدات وتاثرات

قسط دوم

کوچہ ہائے قادیاں

محمد الیاس منیر، مربی سلسلہ جرمنی

جلسہ کے بعد کا جمعہ مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔اس کے بعد چار بجے میں نے یونہی مکرم اسفندیار منیب صاحب، انچارج تاریخ احمدیت ربوہ کو فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ کچھ نوجوانوں کو دار المسیح کا زیارتی دورہ کرانے لگے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ چند منٹ ٹھہریئے، میں بھی اس گروپ میں شامل ہونا چاہوں گا۔ چنانچہ میں رستگار کو ساتھ لئے بھاگم بھاگ مسجد مبارک کے سامنے مقام موعود پر پہنچ گیا۔ وہاں موصوف ہمارے منتظر تھے۔ ہمارے پہنچتے ہی گروپ میں شامل دیگر نوجوانوں سے مختصر سے تعارف کے بعد ہم گیٹ کی طرف چل دیئے۔ چلتے چلتے اسفندیار صاحب نے بتایا کہ ہمارے دائیں طرف سکول ہوتا تھا اور دوسرا یا تیسرا جلسہ سالانہ یہاں منعقد ہوا تھا۔ پھر دار المسیح میں داخل ہو کر ہمیں آپ نے علمی اور گہری وطویل تحقیق کی روشنی میں ایک ایک کمرے، گلی اور راستہ کا تعارف کرایا۔ میرے لئے اگرچہ یہ باتیں نئی نہ تھیں تاہم بہت سی تفصیلات کا آج ہی علم ہو رہا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے ہم حضورؑ کے وقت میں پہنچ گئے ہیں۔ تائی جان والا کنواں اور دیوار کھینچے جانے والی جگہ مخالفین کے لئے عبرت کا نشان اور ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بنی ہوئی تھی اور وہ کھلی جگہ جہاں حضور کے چچازاد بھائی بیٹھ کر آپ کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے وہاں اب ”گلشن احمد“ اپنی بہار دکھا رہا ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے ينقطع آباءك و يبدأ منك۔ اس سارے دورہ کے دوران میرے لئے جو بات سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث اور نئی تھی، وہ مسجد مبارک کی ابتدائی صورت تھی۔ مولانا منیب صاحب نے بتایا کہ اس کا آغاز 1883ء میں موجودہ مسجد مبارک کے انتہائی شمالی جانب محض چار فٹ اور چند انچ چوڑے اور چار صفوں تک چلے جانے والے کمرے سے ہوا تھا۔ جس میں ہر صف کے درمیان ایک محراب کی قسم کی دیوار تھی۔ امام کے سامنے اور دائیں طرف ایک ایک کھڑکی برائے روشنی و ہوا تھی۔ تیسری صف کے دائیں جانب ایک کھڑکی تھی جو بیت الفکر میں کھلتی تھی۔ حضور اسی کھڑکی میں سے نماز کے لئے تشریف لاتے اور داخل ہوتے ہی دیوار کے ساتھ اس تیسری صف میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس جگہ کے بالکل پیچھے ایک دروازہ ہے جسے کھولیں تو سیڑھیاں اترتی نظر آتی ہیں۔ سیڑھیوں والے اس راستہ کو تاریخ احمدیت میں عاشقوں والا راستہ کہا گیا ہے اور یہی وہ راستہ ہے جس سے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کو ان کے مشہور کشف کے دوران مسجد مبارک میں آنے کو کہا گیا تھا اور انہی سیڑھیوں کے برابر سرخ چھینٹوں کے نشان والا کمرہ ہے۔

5/جنوری 2019ء کی صبح لدھیانہ کے لئے روانہ ہوئے اور دار البیعت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خاکسار کے ساتھ عزیزم رستگار کے علاوہ کینیڈا سے آئے ہوئے مکرم حافظ نصیر بھٹی صاحب بھی شامل تھے۔ یہ سفر آٹھ بجے صبح شروع ہوا۔ راستہ میں چائے کے لئے ایک وقفہ کے ساتھ قریباً گیارہ بجے ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہاں جنوری 2017ء میں بھائی جان داؤد اور ان کے بچوں کے ساتھ آئے تو تھے مگر اُس وقت یہاں تعمیراتی کام ہو رہا تھا جس کی وجہ سے زیارت کا مقصد پورا نہ ہو سکا تھا۔ اب کے جب یہاں پہنچے تو مزا آ گیا۔ اُس کمرے میں جہاں پہلی بیعت ہوئی تھی، آنا ایک خاص کیفیت لئے ہوئے تھا۔ ہم

نے چشم تصور سے اُن چالیس خوش نصیبوں کے باری باری بیعت کرنے کی منظر کشی کی اور ان نقوش کو تلاش کرنے کی کوشش کی جہاں حضورؑ بیٹھے ہوں گے اور جہاں اپنے آپ کو مہدی دوراں کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا عہد کرنے والے بیٹھے ہوں گے۔ اس لمحہ دل سے بڑے درد کے ساتھ صدا اُٹھی کہ یا اللہ ہمیں بھی اسی طرح کی کیفیتِ بیعت عطا فرما اور ہمیں بھی اپنے عہد بیعت کو اسی طرح نبھانے کی توفیق بخش کہ فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اور وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔ دل چاہ رہا تھا کہ اس گھر اور کمرے کے کونہ کونہ اور ذرہ ذرہ کو ٹٹولا جائے اور 23 مارچ 1889ء کے آثار تلاش کئے جائیں۔ ہم اُس کمرے میں بھی کھڑے رہے جس میں بیعت کرنے والے مخلصین وفا شعار اپنی باری کا انتظار کرتے رہے تھے اور اس کھڑکی میں سے بھی گزرے جس میں سے مسیح پاکؑ کی طرف سے بلائے جانے پر وہ بزرگ گزر کر اپنے آقا کے حضور حاضر ہوتے ہوں گے۔ غرضیکہ اس تصور اور اس منظر نے عجب روحانی کیف وسرور میں ہمیں دیر تک مست کئے رکھا۔ ہم نے اس جگہ نوافل ادا کئے۔ جہاں ہمارے دل جذبات شکر سے معمور تھے وہاں ہمارے جسموں کے ہر رگ و ریشہ سے یہ دعا بلند ہو رہی تھی کہ اے اللہ ہمیں بھی اپنا عہد بیعت کماحقہ نبھانے کی توفیق عطا فرما، آمین ثم آمین۔ ہم نے نماز ظہر و عصر اسی دار البیعت کی مسجد میں ادا کیں اور واپسی سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس زیارت کے دوران لدھیانہ میں متعین مربی سلسلہ مکرم ہادی فاروق صاحب نے ہماری ہر طرح سے رہنمائی کی، بہت محبت سے پیش آئے اور باوجود اس کے کہ فلو کی وجہ سے ان کی طبیعت ناساز تھی ہمارے ساتھ رہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم ریاست کپور تھلہ پہنچے، حضرت منشی اروڑے خان صاحب کا وطن، حضرت منشی ظفر احمد صاحب، حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب کا کپور تھلہ! یہاں ہمیں ان بزرگوں کے نقوش تلاش کرنے میں تو کامیابی نہ ہو سکی کہ تقسیم ملک کے بعد یہاں کوئی بھی احمدیہ گھرانہ باقی نہ رہا تھا اور ہماری مسجد بھی غیروں کے پاس چلی گئی تھی ابھی تک یہی صورت حال ہے۔ تاہم عزیزم رستگار کی کچھ اَور بھی خواہش تھی کہ وہ اُس محل کو دیکھنا چاہتا تھا جہاں اس کے نانا جان مکرم محمد شفیق صاحب مرحوم آف ربوہ کو مڈل امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر ریاست کے راجہ نے انعام سے نوازا تھا۔ یہ خوبصورت عالیشان محل کی عمارت اب ایک اعلیٰ تعلیمی ادارہ کے طور پر استعمال کی جا رہی ہے اور نامعلوم وجوہ کی بناء پر یہاں سخت پہرہ تھا اور اندر جانے کے لئے ضلعی انتظامیہ سے اجازت حاصل کرنی ضروری تھی۔ لہٰذا ہمیں اس محل کو دور باہر سے دیکھنے پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ البتہ یہاں ہمیں مورش مسجد جانے اور اسے تفصیل سے دیکھنے کا موقع ضرور مل گیا۔ اس مسجد کی تعمیر یہاں کے سکھ راجہ جگت جیت سنگھ نے 1926ء میں جذبہ خیر سگالی اور رواداری کے طور پر شروع کی تھی اور اس کے مکمل ہونے پر 1930ء میں نواب آف بہاولپور نے اس کا افتتاح کیا تھا۔ یہ بہت بڑی مسجد ہے جسے غالباً محض نمائشی یا علامتی طور پر ہی تعمیر کیا گیا تھا۔ اس پر جو تحریر نقش ہے اس کے مطابق اس مسجد کا طرز تعمیر مراکشی ہے اور اسی لئے اس کا نام بھی مسجد مورش ہے۔ ہم اس مسجد میں گئے اور اس کی ویرانی پر آنسو بہاتے ہوئے باہر آئے۔ اس کے مرکزی حصہ میں نائلون سے بنی ہوئی ایک مختصر سی فرسودہ حال چٹائی پڑی تھی جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اتنی بڑی مسجد میں کتنے نمازی آتے ہوں گے۔ ایک قابل تعریف امر یہ ضرور تھا کہ اس عمارت کی دیکھ بھال بہت اچھی طرح سے کی جا رہی تھی۔ رنگ و روغن تازہ تھا۔ بغیر دروازوں والی عمارت کے فرش تقریباً صاف ہی تھے۔

جلسہ کے بعد مہمان واپس جانے لگے تھے یہاں تک کہ قادیان کی ہی آبادی رہ گئی تھی چنانچہ اس صورت حال میں مسجد مبارک مردوں کے لئے کھول دی گئی اور ہم نے پھر قریباً ساری نمازیں مسجد مبارک میں ہی ادا کیں۔ نماز

فجر کے بعد بہشتی مقبرہ جانا معمول تھا۔ مزار مبارک پر دعا کے بعد بزرگان کے مزاروں کی زیارت کرتا، یہ زیارت کیا تھی ایک سیر روحانی تھی۔ ایک سے ایک بڑھ کر بزرگ شمع محفل اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گرداگرد محفل جمائے ابدی نیند سو رہے تھے۔ مناظرہ مُد میں مسیح پاکؑ سے غضنفر کا خطاب پانے والے ضیغم اسلام حضرت سید سرور شاہ صاحب تھے تو دوسری طرف حضرت عبداللہ سنوری صاحب سرخ چھینٹوں والا کرتہ اپنے پہلو میں لئے مدفون تھے۔ حضرت چوہدری نصراللہ خان جیسے بزرگ تھے تو بیعت میں ان سے سبقت لے جانے والی ان کی اہلیہ انہی کے قدموں میں اپنی جگہ بنائے ہوئے تھیں۔ کپورتھلہ کے حضرت منشی اروڑے خان صاحب بھی تھے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب بھی کہ جن سے اول الذکر محض اس بناء پر لمبا عرصہ ناراض رہے تھے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر باقی افراد جماعت کو بتائے بغیر خود ہی مبلغ 60 روپے کی رقم پیش کر دی تھی۔ طویل عرصہ تک قادیان میں خلیفۃ المسیح کی نمائندگی میں امیر مقامی کے منصب پر فائز رہنے والے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جٹ صاحب جیسے دبنگ، متقی اور وفاشعار بزرگ بھی تھے اور پھر ان کے ساتھ تقسیم ملک کے بعد مقامات مقدسہ کی حفاظت کی خاطر درویشی اختیار کرنے والے استقامت کے پہاڑ، مجسم صدق وصفا اور ہر قسم کی تنگی اور خوفناک حالات میں کامل وفا کے ساتھ اپنے سپرد کئے جانے والے فرض کی ادائیگی میں سب کچھ قربان کر دینے والے درویشان قادیان ایک الگ شان کے ساتھ اس محفل کی رونق بنے ان قربانیوں کی یاد دلا رہے تھے۔ غرضیکہ جس طرف دیکھیں بے شمار بزرگ ستاروں کی طرح اپنی اپنی روشنی اور تاثیر لئے جگمگا رہے تھے اور اصحابی کالنجوم کا نظارہ پیش کر رہے تھے۔

امسال ایام جلسہ میں بیت الدعا میں دعا اور نوافل کے لئے جانا ایک پروگرام کے تحت ممکن تھا۔ جلسہ پر آنے والے مہمان قادیان پہنچتے ہی اپنا شناختی کارڈ حاصل کرتے تو کارڈ کی پشت پر بیت الدعا جانے کا پروگرام خود کار طریق سے طبع ہو جاتا۔ ہر مہمان کو تین مختلف دن مخصوص کر دیئے جاتے۔ اس طرح سے مہمانوں کا رش تقسیم ہو گیا تھا اور ہر مہمان کے لئے کسی قدر آسانی کے ساتھ بیت الدعا کی زیارت کرنی ممکن ہو گئی تاہم اس کے باوجود ہر زائر کو قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑتا اور جب باری آتی تو چند لمحے نصیب ہوتے کہ ڈیوٹی پر موجود جس خادم نے اس کے کارڈ میں سوراخ کر کے یہ مہر لگا دی تھی کہ اس نے بیت الدعا کی زیارت کر لی ہے، وہی خادم گھنٹی بجا دیتے جس پر انہیں باہر آنا پڑتا کہ ان کے بعد لمبی قطار ہوتی۔ جب مہمان چلے گئے تو یہ پابندی ختم ہو گئی اور ہم نے بعد میں چند دن رہنے کا خوب فائدہ اٹھایا۔ نماز عشاء کے بعد ہر قسم کے کاموں سے فارغ ہو کر بیت الدعا کے لئے پہنچ جاتے۔ بیت الفکر میں نفل ادا کرنے کا موقع مل جاتا، وہی بیت الفکر جہاں حضرت مسیح موعودؑ کاغذ قلم اور دوات لے کر کتب تصنیف فرمایا کرتے تھے، جب بیٹھے بیٹھے تھک جاتے تو ٹہلنا شروع فرما دیتے اور اس دوران بھی تصنیفی کام مسلسل جاری رہتا۔ سو خاکسار نے بھی اس کمرے میں بیٹھ کر ایک مضمون لکھنے کی سعادت پائی۔

ایک روز ہم ٹی آئی کالج دیکھنے گئے جو اب سکھ نیشنل کالج میں تبدیل ہو چکا ہے تاہم یہ عمارت ہے جماعت کی ہی ملکیت اور موجودہ انتظامیہ جماعت کو معمولی سی رقم بطور کرایہ ادا کر رہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی حالت پہلے سے بہتر تھی یعنی رنگ و روغن ہوا تھا اور صفائی کا معیار بھی اچھا تھا۔ یہاں سے گزر کر ہم اس کے پہلو میں تعمیر شدہ قدیمی اور تاریخی مسجد نور گئے، ہاں وہی مسجد نور جس میں ظہور قدرت ثانیہ ہوا تھا یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن فرمایا تھا جس کے بعد ایک بہت خطرناک فتنہ برپا ہوا تھا اور انجمن کے سب کرتا دھرتا قادیان چھوڑ کر لاہور چلے گئے تھے۔ آج ہمیں یہاں نماز عصر ادا کرنے کا موقع مل گیا، الحمدللہ۔ پھر ہم کوٹھی دار السلام گئے یعنی حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی جہاں حضرت

خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے آخری ایام گزرے تھے اور وفات بھی یہیں ہوئی تھی، اس میں لگی نمائش دیکھی۔

نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک کے سامنے رہائش پذیر بزرگ درویش محترم طیب علی صاحب کے گھر گئے، موصوف سے ملا تو انہوں نے مجھ سے تعارف پوچھا۔ میں نے کہا کہ پچھلی دفعہ آپ نے از خود پہچانا تھا، اب بھی پہچانیں۔غور سے دیکھ کر کانپتی ہوئی آواز میں کہنے لگے ماسٹر ابراہیم صاحب کے بھتیجے ہو۔ میں حیران رہ گیا کہ اس عمر اور بے حد کمزور صحت میں بھی آپ کا حافظہ اتنا اچھا ہے۔ پھر یہی نہیں، کہنے لگے میں آپ سے لندن میں بھی ملا تھا۔ درست فرمایا آپ نے کیونکہ 2017ء میں آپ جلسہ سالانہ پر تشریف لائے تھے اور وہاں بھی آپ نے مجھے خود شرف ملاقات بخشا تھا۔ میں تو یقین رکھتا ہوں کہ جس نے بھی اپنی زندگی سنبھال کر گزاری ہوتی ہے، اس کے قویٰ آخر دم تک کام کرتے رہتے ہیں۔موصوف سردی اور کمزوری سے مسلسل کانپ رہے تھے، میں نے پوچھا کہ نمازوں کے لئے مسجد تشریف لے جاتے ہیں تو فرمانے لگے کہ ہاں ہاں ظہر وعصر کی نمازیں مسجد میں پڑھ کر آیا تھا لیکن اس وقت سردی کی وجہ سے نہ جا سکا۔ انہوں نے بتایا کہ میں تو مغرب عشاء کے لئے بھی چلا جاتا ہوں۔عزیزم رستگار کے پوچھنے پر بتایا کہ آپ 1946ء میں بنگال سے حصول تعلیم کے لئے قادیان آئے تھے اور پھر تقسیم ملک کے بعد حضورؓ کے ارشاد پر درویشان میں شامل ہو گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ عزیز کے ایک اَور سوال پر فرمانے لگے کہ بیٹا اس وقت کے حالات کیا بتاؤں، اتنے خوفناک تھے کہ ہر روز لگتا تھا کہ آخری دن ہے۔ ایک مرتبہ تو بہت بڑا جتھا ہمیں مارنے کے لئے آ گیا تو ہم نے کہا کہ مارو، ہم تو یہاں مرنے کے لئے ہی بیٹھے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمیں محفوظ رکھا، واقعی کتنی سچی بات ہے، راہ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں اور یہ کہ جسے جینا ہے مرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

اس کے بعد ہم لفاظات المواعد والے منظر کا تصور کئے خاص لنگر خانہ حضرت مسیح موعود پہنچے اور مطعام الاھالی کے منظر سے نہ صرف روحانی طور پر بلکہ جسمانی طور پر بھی لطف اندوز ہوئے۔ اتنے میں نماز عشاء کا وقت ہو گیا تو مسجد مبارک پہنچے۔ یہاں ایک منظر کئی دنوں سے دیکھ رہا تھا اور آج بھی وہی منظر تھا اور وہ یہ کہ مسجد کی شمالی دیوار کے ساتھ چند نوجوان چمٹے بیٹھے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی کہ وہ نوافل بھی اسی جگہ ادا کریں اور انتظار نماز کا وقت بھی وہیں گزاریں اور جماعت شروع ہو تو بھی انہیں وہیں جگہ ملے۔ ان میں افریقہ و پاکستان سے آئے ہوئے نوجوان تو شامل تھے ہی مگر ایک روسی نوجوان کی محبت اور التزام مقام کا ایک دن یہ منظر دیکھا کہ نماز کھڑی ہو گئی تو وہ صاحب تیسری صف میں اسی دیوار کے ساتھ لگے اس انتظار میں کچھ دیر کھڑے رہے کہ اَور لوگ آ کر مسجد کے درمیان میں سے شروع ہونے والی صف اور ان کی درمیانی جگہ کو پُر کر دیں مگر جب چند لمحوں تک ایسا نہ ہو سکا تو وہ بڑی لاچارگی کے عالم میں اُس جگہ کو چھوڑ کر صف کے ساتھ آن ملے اور نماز میں شامل ہو گئے۔ وہ ایسا کیوں کر رہے تھے، انہوں نے یقیناً وہ روایات سنی ہوئی تھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ تک مسجد مبارک ایک چھوٹے سے کمرے پر ہی مشتمل تھی اور جس جگہ سے وہ ہٹنا نہیں چاہتے تھے وہ اسی کھڑکی کے ساتھ والی جگہ تھی جس میں حضورؑ مسجد میں تشریف لا کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ میں اس نظارہ سے محظوظ ہوتا رہا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ نوجوان ایسا کیوں چاہ رہے تھے اور یہ کہ یہ وہی جگہ ہے جس کے بارہ میں روایات ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر سے کھلنے والی کھڑکی سے تشریف لا کر اس جگہ کھڑے ہو کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو گیا کہ مہدی معہود کی صداقت کا یہ نشان تھا جو زمان ومکان کی دوری اور رنگ ونسل کے فرق کے باوجود اُن نوجوانوں کے دل میں اس پیارے مہدی کی محبت عشق کی حد تک سرایت کر گئی تھی، میں نے خصوصاً اس روسی نوجوان کو متعدد مرتبہ اسی جگہ بیٹھے دیکھا اور جب بھی دیکھتا، میرا دل اس کے لئے رشک کے جذبات سے بھر جاتا، اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارك و سلم انك حميد مجيد۔ دل نے حضورؑ کی صداقت کی گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو قولی، فعلی، علمی وعملی اعتبار سے اپنے حبیب آقا سے ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ محبت کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

نائب امیر جماعت جرمنی کا تقرر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مکرم حسنات احمد صاحب (واقف زندگی) کو نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی مقرر فرمایا ہے، بارک اللہ لہ۔

مکرم حسنات احمد صاحب مؤرخہ 14 مئی 1985ء کو مکرم وسیم احمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ دو سال بعد وقف نو کی تحریک کا اعلان ہونے پر آپ کے والدین نے جہاں اپنے چھوٹے بیٹے کو اس بابرکت تحریک میں شامل کرنے کی سعادت پائی وہاں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں مکرم حسنات صاحب کو بھی وقف نو میں قبول کرنے کی درخواست کی جسے حضور رحمہ اللہ نے از راہ شفقت قبول فرمالیا۔ موصوف کے دادا مکرم عبدالرحمٰن صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ حضرت حافظ حامد علی صاحب کے بھتیجے تھے۔

مکرم حسنات احمد صاحب نے فرانکفورٹ کے تعلیمی اداروں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور نمایاں پوزیشن کے ساتھ Abitur کر کے اعلیٰ تعلیم ہائیڈل برگ یونیورسٹی سے حاصل کی اور فزکس میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں باقاعدہ جماعتی خدمت میں لے لیا اور شعبہ تصنیف میں ان کی ڈیوٹی لگائی جہاں آپ جرمن زبان میں کتب کے تراجم پر گرانقدر خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ 2012ء میں آپ کا تقرر بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہوا۔ اس حیثیت سے بھی آپ نے چھ سال تک بہت اہم خدمت کی توفیق پائی، الحمدللہ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جرمن زبان میں شائع ہونے والے رسالہ ”النور“ کا مدیر اعلیٰ اور ریویو آف ریلیجنز (جرمن ایڈیشن) کا مینیجر بھی مقرر فرمایا۔ حال ہی میں مؤرخہ 4 فروری 2019ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نائب امیر جماعت جرمنی کے طور پر آپ کا تقرر فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ موصوف کے لئے اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ہر لحاظ سے بہت مبارک فرمائے اور بہترین رنگ میں نتیجہ خیز ومقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رپورتاژ

دار القضاء کے قیام کے 100 سال پورے ہونے پر انٹرنیشنل ریفریشر کورس کا انعقاد

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

دار القضاء کے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر مؤرخہ 19 اور 20 جنوری 2019ء کو بیت الفتوح لندن میں ایک یادگار انٹرنیشنل ریفریشر کورس منعقد کیا گیا جس کے جملہ انتظامات صدر صاحب دار القضاء بورڈ برطانیہ کی زیر نگرانی انجام دیئے گئے۔ اس ریفریشر کورس میں دنیا بھر سے 15 ممالک کے 119 نمائندگان نے شرکت کی۔ اس ریفریشر کورس کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ اختتامی تقریب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفسِ نفیس تشریف لا کر برکت بخشی اور نہایت قیمتی و زریں نصائح سے نوازا، الحمد للہ۔

اس ریفریشر کورس میں شرکت کرنے کے لئے دور دراز ممالک سے سفر کر کے نمائندگان قضاء جمعرات کی شام ہی لندن پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ ان مہمانوں میں دار القضاء جرمنی کے صدر، نائب صدر و ناظم دار القضاء سمیت ۲۹ ممبران بورڈ و قاضیان اول بھی شامل تھے۔ یہ کسی بھی ملک کی طرف سے ہونے والی سب بڑی نمائندگی تھی۔ بہت سے مہمانوں کی رہائش کا انتظام مسجد فضل کے سامنے جماعتی رہائش گاہوں میں کیا گیا تھا جبکہ کچھ مہمانوں کے لئے بیت الفتوح کے طاہر ہال میں عارضی رہائش گاہ بنا کر قیام و طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طاہر ہال کے مرکزی حصہ میں ہی ریفریشر کورس کے اجلاسات منعقد ہوئے۔

ریفریشر کورس کا افتتاحی اجلاس مؤرخہ 19 جنوری کو دس بجے صبح مکرم سردار محمد رانا صاحب صدر دار القضاء مرکزیہ ربوہ کی زیر صدارت ہوا۔ اس اجلاس میں بعض تعارفی مقالہ جات پیش ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عظیم کارنامہ دار القضاء کے قیام کی تاریخ اور افادیت کے حوالہ سے مضامین پڑھے گئے۔ علاوہ ازیں مختلف ممالک سے تشریف لائے ہوئے صدران دار القضاء نے عدالتی طریق کار اور اس کے بعض پہلوؤں مثلاً قانون شہادت، عدل و انصاف کی اہمیت کے حوالہ سے مضامین پیش کئے۔ ناظمین دار القضاء نے اپنے اپنے ملک میں جاری نظام قضاء کا تعارف کرایا۔ یہ سلسلہ نماز عشاء کے بعد تک جاری رہا۔ ان میں سے سب سے زیادہ مفید اور مؤثر مقالہ صدر دار القضاء مرکزیہ ربوہ محترم سردار محمد رانا صاحب کا تھا۔ جنہوں نے بہت عمدہ رنگ میں مقدمہ کی کارروائی کے بارہ میں عدالتی تقاضوں کی روشنی میں طریق کار سمجھایا اور اسے سکرین پر دکھا کر اچھی طرح سے واضح کیا۔

اس ریفریشر کورس کا ایک دلچسپ اجلاس دوسرے روز صبح کے وقت ہوا جس میں انتظامیہ کی طرف سے مقرر کئے گئے علماء اور ماہرین پر مشتمل ایک پینل نے شرکاء کے سوالات کے تفصیل سے کافی و شافی جوابات دیئے۔ یہ اجلاس نماز ظہر و عصر تک جاری رہا۔ نمازیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح میں تشریف لا کر پڑھائیں جس کے فوراً بعد ریفریشر کورس کا اختتامی اجلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت اور ترجمہ کے بعد صدر صاحب مرکزیہ دار القضاء ربوہ نے رپورٹ پیش کی جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصائح اور ہدایات سے بھرپور نہایت روح پرور خطاب سے نوازا۔ حضور انور نے جملہ قاضیان کو اصولی طور پر نصیحت فرمائی کہ قاضی کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے اور اسے ہر فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر عدل و انصاف کے اعلیٰ معیاروں پر رہتے ہوئے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی جملہ استعدادوں اور صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے عقل کے ساتھ کرنا چاہئے۔ حضور انور نے مرافعہ عالیہ کے ممبران بورڈ کو خصوصی طور پر ان کی انتہائی اہم اور نازک ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی کہ ان کے فیصلے کے خلاف پھر کوئی اپیل فورم نہیں ہے۔ شروع میں جب یہ بورڈ نہ تھا تو اپیل خلیفہ وقت کے پاس ہوتی تھی مگر اب اسی بورڈ کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ گویا خلیفہ وقت نے اپنے فیصلے کا اختیار اس بورڈ کو دیا ہے، اس اعتبار سے اس بورڈ کے ممبران کی ذمہ داری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ پس اگر اس بات کو ممبران بورڈ اپنے پیش نظر رکھیں گے تو ان کے دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے پُر رہیں گے اور وہ کسی بات کو سرسری طور پر نہیں دیکھیں گے بلکہ گہرائی میں جا کر ہر چیز کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ لکھیں گے۔ انہیں عدل کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ہر قسم کے اثر و رسوخ سے بالا تر ہونا ہو گا اور یہ سب کچھ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تقویٰ کا اعلیٰ معیار نہ ہو۔ اس لئے ہر مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، اس سے دعا کریں کہ وہ آپ کی صحیح رہنمائی فرمائے۔ کیونکہ قاضی کا معیار صرف قانون جاننا یا شریعت جاننا یا صائب الرائے ہونا نہیں بلکہ اس کے لئے تقویٰ بہت بڑی شرط ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بصیرت افروز خطاب چالیس منٹ تک جاری رہا جس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ ہی یہ ریفریشر کورس اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سب شرکاء کے درمیان کھانا تناول فرمایا اور اس ظہرانے کے بعد حضور انور نے از راہ شفقت جملہ شرکاء کے ساتھ مختلف گروپ فوٹوز بنوائے۔ اس طرح سے دنیا کے دور دراز ممالک سے تشریف لائے ہوئے ممبران قضاء خلافت کی برکات سے مالا مال ہو کر اپنے واپسی سفر پر روانہ ہوئے۔

بقیہ از صفحہ 12

مندرجہ بالا پیشگوئی کے آخری فقرہ کہ "پیغمبری و پیشوائی فرزندان تو برنگیرم" میں یہ اشارہ ہے کہ آخری زمانے کا موعود جب آئے گا تو اس کی اولاد اس کی جانشین ہوگی۔

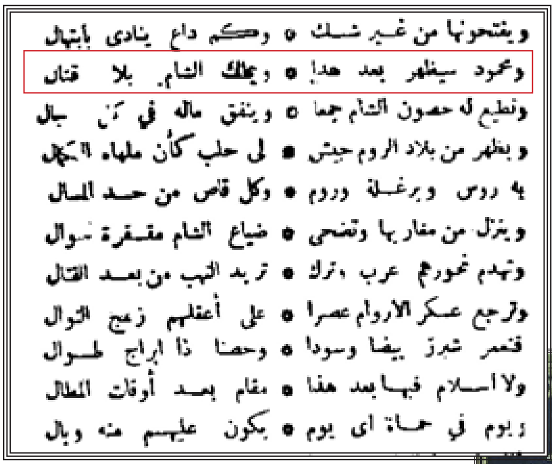

ويفتحونها من غير شك • وحكم داع ينادي بابتهال
ومحمود سيظهر بعد هذا • ويملك الشام بلا قتال
وتطيع له حصون الشام جمعا • وينفق ماله في كل سبال
ويظهر من بلاد الروم جيش • لى حلب كأن ملهاه الجبال
به روس وبرغلة وروم • وكل قاص من حد المال
وينزل من مغاربها وتضحى • ضياع الشام مقفرة سوال
وتهدم ثغورهم عرب وترك • تريد النهب من بعد القتال
وترجع عسكر الاروام عصرا • على أعقابهم زمج التوال
فتعمر شعرز بيضا وسودا • وحصنا ذا ابراج طوال
ولا اسلام فيها بعد هذا • مقام بعد أوقات المطال
ويوم في حماة اى يوم • يكون عليهم منه وبال

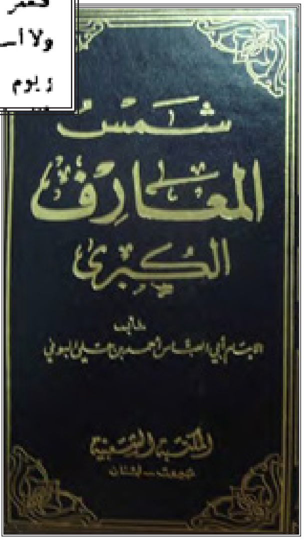

اس پیشگوئی کا ذکر شیعہ حدیث میں بھی بڑی وضاحت سے ملتا ہے چنانچہ مشہور کتاب بحار الانوار جلد 51 صفحہ 126 مؤلفہ امام باقر مجلسی پر اس کا تذکرہ اس طرح سے ہے۔

١٢٦ بحار الأنوار/ج٥١

فقال الملك: أخبرني عمّا يكون في الدهور، فقال سطيح: إذا غارت الأخيار وقادت الأشرار، وكذب بالأقدار، وحمل المال بالأوقار، وخشعت الأبصار لحامل الأوزار، وقطعت الأرحام، وظهرت الطغام، المستحلّي الحرام، في حرمة الإسلام، واختلفت الكلمة، وخفرت الذمّة، وقلّت الحرمة، وذلك عند طلوع الكوكب الذي يفزع العرب، وله شبيه الذّنب، فهناك تنقطع الأمطار، وتجفّ الأنهار، وتختلف الأعصار، وتغلو الأسعار، في جميع الأقطار.

ثمّ تقبل البربر(١) بالرايات الصفر، على البراذين السبر، حتى ينزلوا مصر فيخرج رجل من ولد صخر، فيبدل الرايات السود بالحمر، فيبيح المحرّمات، ويترك النساء بالثدايا معلّقات، وهو صاحب نهب الكوفة، فربّ بيضاء الساق مكشوفة على الطريق مردوفة، بها الخيل محفوفة، قتل زوجها، وكثر عجزها، واستحلّ فرجها فعندها يظهر ابن النبيّ المهدي، وذلك إذا قتل المظلوم بيثرب وابن عمّه في الحرم، وظهر الخفيّ فوافق الوشميّ فعند ذلك يقبل المشوم بجمعه الظلوم فتظاهر الروم، بقتل القروم، فعندما ينكسف كسوف، إذا جاء الزحوف، وصفّ الصفوف.

ثمّ يخرج ملك من صنعاء اليمن، أبيض كالقطن اسمه حسين أو حسن، فيذهب بخروجه غمر الفتن، فهناك يظهر مباركاً زكيّاً، وهادياً مهديّاً، وسيّداً علوياً فيفرح الناس إذا أتاهم بمنّ الله الذي هداهم، فيكشف بنوره الظلماء، ويظهر به الحقّ بعد الخفاء، ويفرّق الأموال في الناس بالسواء، ويغمد السيف فلا يسفك الدماء، ويعيش الناس في البشر والهناء، ويغسل بماء عدله عين الدّهر من القذى ويرد الحقّ على أهل القرى، ويكثر في الناس الضيافة والقرى، ويرفع بعدله الغواية والعمى، كأنّه كان غبار فانجلى، فيملأ الأرض عدلاً وقسطاً والأيّام حباء، وهو علم للساعة بلا امتراء(٢).

وروى ابن عيّاش في المقتضب، عن الحسين بن عليّ بن سفيان البزوفريّ عن محمّد بن عليّ بن الحسين البوشنجانيّ، عن أبيه، عن محمّد بن سليمان، عن أبيه، عن النوشجان بن البودمردان، قال: لمّا جلى الفرس عن القادسيّة وبلغ يزدجرد بن شهريار ما كان من رستم وإدالة العرب عليه وظنّ أنّ رستم قد هلك والفرس جميعاً وجاء مبادر وأخبره بيوم القادسية وانجلائها عن خمسين ألف قتيل، خرج يزدجرد هارباً في أهل بيته ووقف بباب الإيوان، وقال: السلام عليك أيّها الإيوان! ها أنا ذا منصرف عنك وراجع إليك، أنا أو رجل من ولدي لم يدن زمانه ولا آن أوانه.

(١) في المجمع: والبربر جيل من الناس، يقال أول من سمّاهم بهذا الاسم أفريقيس الملك لمّا ملك بلادهم، وقد جاء في الحديث الباه في أهل البربر، وهم الآن من شعوب شمال أفريقيا. [النمازي].
(٢) مشارق الأنوار، ص ١٣٠.

پس اُس وقت ابن مہدی ظاہر ہوگا...... پھر یمن کے علاقہ صنعاء سے ایک بادشاہ نکلے گا جو روئی کی طرح سفید ہوگا اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ پس اس کے نکلنے کے ساتھ ہی فتنے جاتے رہیں گے۔ پھر وہاں مبارک اور ذکی علوی سید ظاہر ہوگا۔ پس لوگ خوش ہونگے جب وہ اُن کے پاس اللہ کے احسان کے ساتھ جس نے ان کو ہدایت دی، آئے گا۔ وہ اپنے نور کے ساتھ اندھیروں کو دور کردے گا۔ اور اس کے ذریعہ حق چھپ جانے کے بعد دوبارہ ظاہر ہوگا۔ وہ لوگوں کے درمیان برابری کے ساتھ مال تقسیم کرے گا۔ تلوار کو میان میں ڈال دے گا، خون نہیں بہائے گا۔ اور لوگ خوشی اور آسودگی میں رہیں گے۔ اور وہ اپنے انصاف کے پانی سے زمانے کی آنکھ میں پڑے (تنکے) گند کو دھو ڈالے گا۔ حق کو اہل القری (مکہ) کی طرف لوٹائے گا۔ اور لوگوں میں ضیافت اور دعوتیں (جلسے) بڑھائے گا۔ اور اپنے انصاف کے ساتھ گمراہی اور اندھے پن کو اُٹھا دے گا گویا کہ وہ ایک غبار تھا جو چھٹ گیا پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ سخاوت کرے گا۔ بغیر کسی شک کے وہ قیامت کی نشانی ہوگا۔

جدول ج فارم برائے مالی سال 18-2017

قواعد وصایا کے قاعدہ نمبر 69 کے مطابق:

"ہر موصی کیلئے لازم ہوگا کہ ہر مالی سال کے اختتام پر اپنی حصہ آمد کی ادائیگیوں کے پیشِ نظر ایک اقرار نامہ حسبِ نمونہ جدول "ج" دفتر وصیت کو بھجوائے۔ ایسا اقرار نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایادار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب تادیبی کاروائی کرے جو منسوخی وصیت بھی ہوسکتی ہے۔"

اس سلسلہ میں تمام موصیان کو مالی سال ۱۸-۲۰۱۷ کے جدول "ج" فارم بھجوائے گئے تھے۔ تاہم ابھی بہت سے موصیان کی طرف سے جدول "ج" فارم شعبہ ہٰذا کو واپس موصول نہیں ہوئے۔ ایسے موصیان کے مرکز سے نا مکمل حسابات اور فائنل نوٹس کے خطوط بھی موصول ہو رہے ہیں۔ لہٰذا صدران جماعت سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی جماعت کا جائزہ لیں۔ جن موصیان کی طرف سے جدول "ج" فارم ابھی تک شعبہ ہٰذا کو واپس نہیں بھجوائے گئے پہلی فرصت میں ان کو مکمل کروا کر شعبہ کو بھجوائیں تا کہ بروقت مرکز بھجوائے جاسکیں۔ اور موصیان کا حساب مرتب کروایا جا سکے۔ جزاکم اللہ

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی سرگرمیاں

نیشنل تربیتی کلاس

ماہ دسمبر 2018ء میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل تربیتی کلاس 23 تا 29 دسمبر 2018ء بمقام جامعہ احمدیہ جرمنی منعقد ہوئی۔نیشنل تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے خدام کو 7 کلاسز میں تقسیم کیا گیا جس کے لئے جامعہ احمدیہ جرمنی کے کلاس رومز استعمال میں آئے۔ان 7 کلاسز میں سے 6 کلاسز کی تدریس مکمل طور پر جرمن زبان میں عمل میں آئی جب کہ ایک کلاس کو اردو زبان میں نصاب پڑھایا گیا۔یہ کلاس پاکستان سے نئے آنے والے خدام پر مشتمل تھی۔تدریس کے لئے 18 اساتذہ سے خدمات لی گئیں۔

علاوہ ازیں امسال دوسری مرتبہ ورک شاپس کی صورت میں اخلاقیات پر تدریس کروائی گئی۔ ورک شاپس میں خدام نے دو دن تک ایک مضمون پر مختلف ذرائع سے اسلامی تعلیمات کے بارہ میں مواد جمع کیا اور پھر اسے دوسرے خدام کے سامنے پیش کیا۔یہ مضامین عصر حاضر کے معاشرتی مسائل پر مشتمل تھے جن کے بارے میں اسلامی تعلیمات قرآنِ کریم،احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم،ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ کی نصائح کی روشنی میں سکھائی گئیں۔

نیشنل تبلیغ سیمینار

ماہ دسمبر 2018ء میں شعبہ تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے اپنا گیارھواں نیشنل تبلیغ سیمینار 22 تا 24 دسمبر، مسجد بیت الواحد، Hanau میں منعقد کرنے کی توفیق پائی۔

اس سیمینار میں کل 791 افراد نے شرکت کی جن میں سے 718 خدام تھے۔حضور انور کی ہدایت کے مطابق امسال پہلی مرتبہ غیر از جماعت افراد کو اس سیمینار میں دعوت دی گئی۔

اس خصوصی پروگرام کے لئے 22 دسمبر کا دن مخصوص کیا گیا اس میں کل 11 غیر از جماعت افراد شامل ہوئے۔ایک panel discussion کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں پہلی مرتبہ AfD پارٹی کے ممبر کو بھی دعوت دی گئی۔اس سیمینار میں کُل 3 لیکچر، 9 ورکشاپس اور 6 خصوصی پروگرامز کا انعقاد ہوا۔

اس سیمینار کے آخری دن یعنی 25 دسمبر 2018ء کو مرحبا پروجیکٹ کے تحت پاکستان سے نئے آنے والے خدام کے لئے علیحدہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں ان خدام کو اس ملک میں رہ کر تبلیغ کے میدان میں اپنا کردار ادا کرنے کے سلسلہ میں مختلف ذرائع سے آگاہ کیا گیا۔اس پروگرام میں پاکستان سے نئے آنے والے کل 200 خدام شامل ہوئے۔

خیر مقدمی پروگرام

ماہ دسمبر 2018ء میں شعبہ تجنید مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت جرمنی کے تمام 24 ریجنز میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں نئے شامل ہونے والے خدام کے لئے خیر مقدمی پروگرام منعقد کیے گئے۔ان پروگراموں میں نئے شامل ہونے والے خدام کو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا تنظیمی تعارف کروایا گیا۔نیز مجلس خدام الاحمدیہ کے عہد اور

پانچ بنیادی اخلاق کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی۔ان تمام پروگراموں میں مجلس خدام الاحمدیہ کے مرکزی وفود نے جو ایک ممبر نیشنل عاملہ اور مربی سلسلہ پر مشتمل تھے شرکت کی۔ ہر خادم کو مجلس خدام الاحمدیہ میں شمولیت کی ایک سند اور ایک gift bag بھی دیا گیا۔ان پروگراموں میں کل 256 خدام شامل ہوئے۔

ریفریشر کورسز

ماہ دسمبر 2018ء میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے 24 ریجنز میں ریفریشر کورسز منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ان ریفریشر کورسز میں تمام مہتممین نے اپنے ریجنل اور لوکل ناظمین کے ساتھ مل کر سال رواں کے پروگراموں پر گفتگو کی اور تمام پروگراموں کو لوکل اور ریجنل سطح پر بہترین طریق سے سرانجام دینے کے مختلف ذرائع سے آگاہ کیا۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے تمام عہدیداروں کو حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں اطاعت معروفہ کی طرف توجہ دلائی۔

ان ریفریشر کورسز میں کل 1790 عہدیداران شامل ہوئے۔

تہجد اور وقار عمل بر موقع سالِ نو 2019ء

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے نئے سال کے موقع پر یکم جنوری 2019ء کو جرمنی بھر میں تہجد اور وقارعمل کا پروگرام منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تہجد کے پروگرام میں کل 248 مجالس میں سے 239 مجالس کے 5395 خدام، 1329 اطفال اور 2316 انصار شامل ہوئے۔ وقارعمل کے پروگرام میں 239 مجالس کے 4878 خدام، 1249 اطفال اور 1483 انصار شامل ہوئے۔نئے سال کے وقارعمل کے پروگرام کے متعلق 59 اخبارات، 3 Tv channels اور ایک Radio channel نے خبر دی۔

(مرتب۔محمد سرفراز خان۔دفتر صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

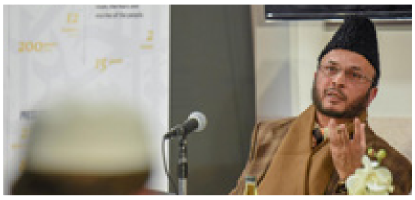

کارکردگی دعوت اِلی اللہ شعبہ تبلیغ جرمنی

بعض عرب عمائدین کی جامعہ احمدیہ اور بیت السبوح جرمنی میں تشریف آوری

مکرم محمد حبش صاحب اسلامک سکالر، مصنف اور سیاستدان ہیں۔ سابق مفتی سیریا مکرم احمد کفتارو مرحوم کے قریبی ساتھیوں میں سے اور ان کے داماد ہیں ۔ دمشق میں مسجد زہرہ کے امام بھی رہے ہیں۔ بعد میں ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے اور ملک شام میں ہونے والی خانہ جنگی کے دوران ابوظہبی منتقل ہوگئے تھے۔ اس وقت اسلامک ریسرچ سینٹر ابوظہبی کے ڈائریکٹر اور اس کے علاوہ بہت سی تنظیموں کے ممبر ہیں۔ اور مختلف ممالک میں لیکچرز وغیرہ کے لئے جاتے رہتے ہیں۔ جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ مختلف ٹی وی ٹاک شوز میں بھی شرکت کرتے رہتے ہیں۔ شام میں بہت مشہور ہیں اور سیرین لوگوں کی اکثریت انکو جانتی ہے۔ جرمنی میں ایک لیکچر کے سلسلہ میں برلن تشریف لائے تھے۔

ہمارے ایک سیرین احمدی بھائی مکرم محمد الکیال صاحب کی دعوت پر وہ جامعہ احمدیہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے مؤرخہ 12 ستمبر 2018 کو وہ اپنے تین غیر از جماعت دوستوں کے ساتھ جامعہ احمدیہ جرمنی تشریف لائے تھے۔ سبھی مہمان جامعہ احمدیہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ قرآنی آیات اور احادیث دیواروں پر آویزاں دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بتاتے رہے کہ یہ دیکھیں وہی قرآن اور وہی احادیث ہیں۔ کوئی نیا دین ان کا نہیں ہے۔ خصوصاً لائبریری میں قرآن کریم کتب احادیث، تفاسیر اور شروح دیکھ کر کہنے لگے کہ ایسا لگتا ہے کہ میں کسی دمشق کی لائبریری میں ہوں۔ سب کچھ وہی ہے۔ جو مسلمانوں کی لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ جامعہ دیکھنے کے دوران ایک کلاس میں بھی تشریف لے گئے۔ اور طلبہ سے گفتگو کی۔ طلبہ سے عربی میں گفتگو کر کے بہت خوش ہوئے۔ بعد میں دو گھنٹے ان سے گفتگو ہوئی۔ اور جماعتی عقائد کے بارے میں بڑی تفصیل سے ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

گفتگو کے دوران انہوں نے یہ بھی بتایا کا ایک بار وہ ایک بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کے لئے اسلام آباد پاکستان تشریف لے گئے۔ جہاں تمام مسلمان فرقوں کے علماء کے علاوہ عیسائی، سکھ، ہندو، بہائی وغیرہ سب شریک تھے لیکن احمدیوں کا کوئی نمائندہ موجود نہ پا کر ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ احمدیوں کو دعوت کیوں نہیں دی گئی؟ جبکہ ہندو عیسائی، سکھ سب کو بلایا ہے۔ تو وہ میرے ساتھ سخت ناراض ہوگئے۔ اور کہنے لگے وہ تو کافر ہیں۔ ہرگز ان کو دعوت نہیں دی جاسکتی۔

انہوں نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ اگر جماعت احمدیہ نے مجھے لندن یا جرمنی میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی تو میں انشاء اللہ ضرور حاضر ہوں گا۔ اور سب کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار بھی کروں گا۔ نیز انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ میری دو خواہشیں ہیں:

1. جماعت احمدیہ کے خلاف ہر قسم کے کفر کے فتوے اب ختم ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو حق نہیں دیتا کہ وہ کلمہ پڑھنے والے کو کافر کہے۔ اور جماعت احمدیہ تو تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر پختہ یقین رکھتی ہے۔ اور اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ میں اس سلسلہ میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔

2. میری یہ بھی شدید خواہش ہے کہ وہ دن جلد آئے کہ احمدی اپنے خلیفہ خامس کے ساتھ ایک وفد کی صورت میں

(بقیہ: صفحہ 47 پر)

یادِ رفتگاں

سلسلہ کے ایک نہایت مخلص خادم

مکرم منور احمد اختر صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ و نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی

گزشتہ سال ایک نہایت مخلص خادم سلسلہ مکرم منور احمد اختر صاحب قریباً 15 سال تک صاحب فراش رہنے کے بعد وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم 16/اپریل 1946ء کو پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد اُنہیں کچھ عرصہ کے لئے جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ جامعہ احمدیہ کے بعد اُن سے میری ملاقات جرمنی میں ہوئی۔

مرحوم 1978ء میں جرمنی میں آئے۔ Ratingen Westfalen میں جب نظام جماعت قائم ہوا تو وہ اُس کے پہلے صدر جماعت مقرر ہوئے۔ مکرم منور احمد اختر صاحب ایک پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ اسی حوالہ سے میرا جرمنی میں اُن سے رابطہ رہا کیونکہ اس صوبہ میں بہت سی جگہوں پر جماعتیں قائم ہوئی تھیں۔ چونکہ اس دور میں غیر احمدی پاکستانی احباب بھی ان علاقوں میں آئے تھے۔ اس لئے وقتاً فوقتاً احمدیوں کی اُن سے تبلیغی گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی۔ بعض جگہوں پر جب علمی بحث ہوجاتی اور کسی صاحب علم دوست کی ضرورت ہوتی تو انہیں گفتگو کے لئے بھجوا دیا جاتا تھا۔ گفتگو کے ساتھ ساتھ اُنہیں تقریر کرنے کا سلیقہ بھی آتا تھا چنانچہ جماعتوں میں جلسوں کے مواقع پر اُنہیں تقاریر کرنے کا موقع ملا۔ Nordrhein-Westfalen جب جماعتی طور پر ایک ریجن تھا اور اس کا نام Köln Region تھا تو ان کو ریجنل امراء کے ساتھ مختلف شعبہ جات میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ البتہ ایک لمبا عرصہ تک انہوں نے بطور ناظم علاقہ انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نیز ایک وقت قائمقام ریجنل امیر کے طور پر بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مکرم منور احمد اختر صاحب خدمت دین کے جذبہ سے پُر ایک خوش اخلاق، ہنس مکھ اور بہت ہی پیارے انسان تھے۔ ایک لمبی بیماری کے بعد 24/مئی 2018ء کو ان کی وفات ہوئی۔ ان کی بیماری کئی سالوں پر محیط رہی جس میں ان کی اہلیہ و بچوں نے ان کی بہت خدمت کی۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ 27/مئی 2018ء کو بیت النصر کولون کے صحن میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس کے بعد ان کی میّت تدفین کے لئے پاکستان لے جائی گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علّیین میں شامل کرے۔ آمین

بزرگوں کا دامن

بچپن میں شیخ سعدیؒ اپنے والد کی انگلی پکڑے ہوئے کسی میلے میں جا رہے تھے۔ رستے میں کسی جگہ بندر کا کھیل دیکھنے میں ایسے مگن ہوئے کہ والد کی انگلی چھوٹ گئی۔ والد آگے نکل گئے اور سعدی تماشہ دیکھتے رہے۔ کھیل ختم ہوا تو والد کو سامنے نہ پاکر بے اختیار رونے لگے۔ آخر ان کے والد بھی ان کو ڈھونڈتے ہوئے آنکلے۔ انہوں نے سعدی کو روتا دیکھ کر ان کے سر پر ہلکا سا چپت مارا اور کہا ”نادان بچے! وہ بے وقوف جو بزرگوں کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح روتے ہیں۔“

سعدی کہتے ہیں کہ میں نے سوچا تو دنیا کو بھی ایک میلے کی طرح پایا۔ اس میلے میں مجھ جیسے نادان بچوں کی طرح بزرگوں کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ جو اچھے اخلاق سکھاتے اور دین کی باتیں بتاتے ہیں۔ تب اچانک دھیان آتا ہے کہ زندگی غفلت میں گزر گئی پھر روتے اور پچھتاتے ہیں۔

الحمد للہ کہ ہم خدا کی اس جماعت میں شامل ہیں جہاں مومنین کی کثرت ہے اور پھر امیر المومنین کی ذات بابرکات بھی ہے۔ اور ہم ایم ٹی اے کی نعمت کے ذریعہ اس کے دامن سے وابستہ بھی ہیں اور اس کا دامن تھامے ہوئے ہیں اور اس کا دامن اللہ کا دامن ہے۔

اللہ کے دامن سے لپٹ جاؤ مبشر
اس سے زیادہ کوئی وفادار نہیں ہے

(مرسلہ۔ چوہدری عظمت علی صاحب)

اخبار احمدیہ جرمنی میں اِعلانات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کا ترجمان ایک مرتبہ پھر رسالہ کی شکل میں ماہانہ بنیادوں پر شائع ہونا شروع ہو چکا ہے۔ اس رسالہ کے لئے احباب جماعت سے قلمی تعاون کی درخواست ہے۔ علاوہ ازیں اس میں جماعتی خبریں، اِعلانات اور اطلاعات بھی شائع ہوں گی۔ جو احباب بچوں کی ولادت، تقریب آمین، شادی بیاہ اور نکاح نیز کسی کی وفات کے اِعلان شائع کرانا چاہیں، اپنے صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ ادارہ کو بھجوا سکتے ہیں۔

بقیہ از صفحہ 45

حج کے لئے کعبہ تشریف لے جائیں۔ میں اس کے لئے بھی اپنی پوری کوشش کروں گا۔

مکرم محمد حبش صاحب نے پیارے آقا سے ملاقات کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ جامعہ احمدیہ کا وزٹ کرنے کے بعد کہنے لگے کہ آپ یورپ کے سکولوں میں پڑھنے والے او رتربیت حاصل کرنے والے بچوں کو جس طرح اس ادارے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ پڑھا اور سکھارہے ہیں۔ خدا کی قسم آپ سب جنتی ہیں۔ اور کہنے لگے میں تو بہت سے جماعتی عقائد سے اتفاق کرتا ہوں۔ مثلا ناسخ منسوخ اور وفات مسیح وغیرہ۔

گروپ فوٹو کے بعد مکرم پرنسپل صاحب نے مہمانوں کو الوداع کیا۔ اس دوران انہوں نے مزید کہا کہ جس طرح آپ لوگ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم کر رہے ہیں۔ جامعہ احمدیہ قائم کر کے اسلام کی تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ سب آپ کی اسلام اور آنحضور ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ ملاقات اور جامعہ احمدیہ کی وزٹ کا دورانیہ چار گھنٹے سے زائد تھا۔

اس کے بعد معزز مہمانوں کو جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز بیت السبوح فرینکفرٹ لے جایا گیا جہاں مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج، مکرم حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر جماعت جرمنی اور مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مہمانوں کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے دوران بھی مہمانوں سے گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ مکرم محمد حبش صاحب نے وہاں بھی ان تمام باتوں کو دہرایا جو انہوں نے جامعہ احمدیہ میں کہیں تھیں۔ اس کے بعد مہمانوں کو دفتر MTA اور بعض باقی دفاتر کا تعارف کروایا گیا۔ MTA پر انہوں نے اپنا مختصر انٹرویو بھی ریکارڈ کروایا۔ اس انٹرویو کو MTA العربیہ انٹرنیشنل نے مورخہ 30 دسمبر 2018 کی شام عرب اجتماع کے موقع پر نشر کیا۔

دونوں مہمانوں نے انٹرویو میں جماعت کے عقائد کو دہرایا او ربار بار کہا کہ احمدی مسلمان ہیں او ران کے بارہ میں غلط باتیں منسوب ہیں۔ ہمیں کسی کو کافر ٹھہرانے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ ان کو بھی حج کرنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا دوسرے مسلمانوں کو۔ یہ بھی آنحضور ﷺ اور خانہ کعبہ سے اتنی محبت کرتے ہیں جتنی دوسرے مسلمان......

آخر پر مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ کی طرف سے مہمانوں کو جماعتی کتب اور تحائف پیش کئے گئے۔ اور گروپ فوٹو لی گئی۔ ان کے جانے کے کچھ دن بعد محترم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مبلغ سلسلہ وانچارج عرب ڈیسک نے مکرم محمد حبش صاحب کو جامعہ احمدیہ اور بیت السبوح کے وزٹ کی تصاویر بھجوائیں تو انہوں نے اسی روز ان تصاویر کو اپنی فیس بک پر اپنے وزٹ اور جماعت احمدیہ کے بارے میں اپنے خیالات اور فتویٰ کفر کے خاتمے کی کوششوں کے بارے میں کھل کر لکھا۔ فیس بک پر ان کے 47 ہزار سے زائد چاہنے والے ہیں۔ جن میں مختلف ممالک اور مسالک کے بڑے بڑے علماء وسیاستدان شامل ہیں۔

(رپورٹ: صفوان احمد ملک، شعبہ تبلیغ جرمنی)

ٹرینڈ پلس بوتیک ربوہ

اب گھر بیٹھے ربوہ سے ہر چیز آرڈر کر سکتے ہیں۔ ڈیزائنر سوٹ، فینسی سوٹ، بچوں کے سوٹ، لیڈیز برقعہ مردانہ سوٹ، لیڈیز گرم کوٹ، ٹوپیاں، اور بہت سی فری سروسز۔ جامعہ کے سٹوڈینٹس اور وقف نو کے بچے بچیوں کے سفید سوٹ سپیشل ڈسکاؤنٹ پر تیار کیے جاتے ہیں۔ نہایت مناسب قیمت پر سوٹ سلائی کرکے بیرون ملک بھیجے جاتے ہیں۔ ابھی ہمارے فیس بک پیج پر وزٹ کریں یا واٹس اپ پر رابطہ کریں

whatsapp:00923005351755
facebook/rabwahonline
www.rabwahonline.com

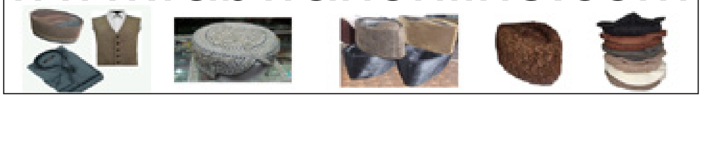

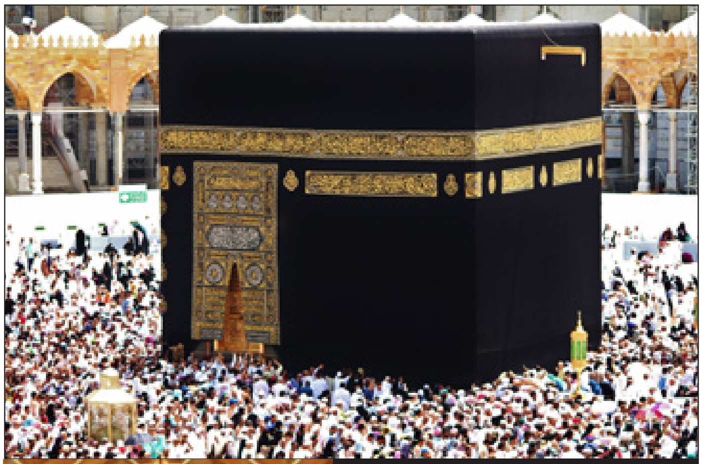

عمرہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے خواہشمند خواتین وحضرات درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔
عرفان احمد خان
0171-1974701

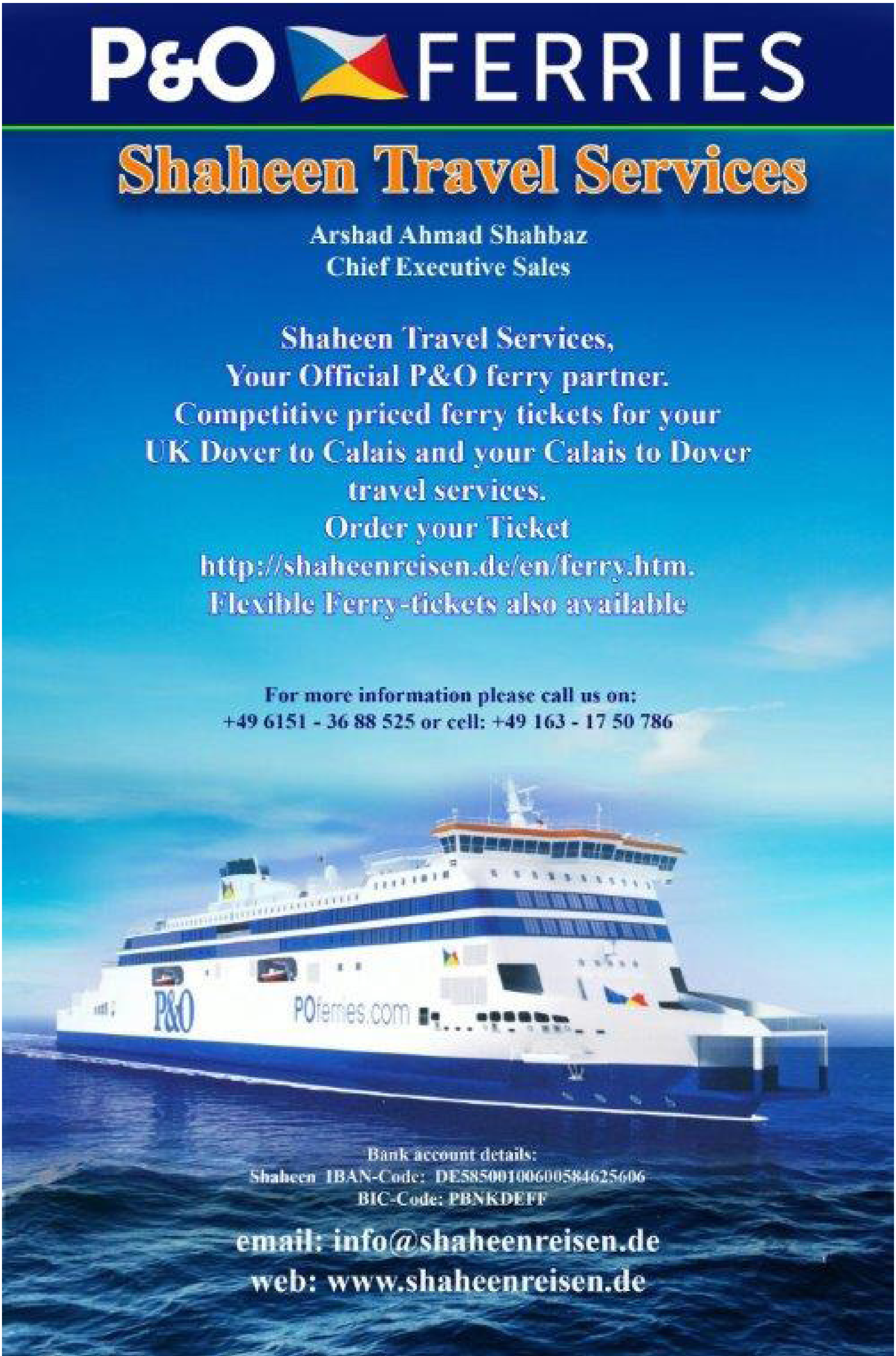
P&O FERRIES
Shaheen Travel Services
Arshad Ahmad Shahbaz
Chief Executive Sales
Shaheen Travel Services,
Your Official P&O ferry partner.
Competitive priced ferry tickets for your
UK Dover to Calais and your Calais to Dover
travel services.
Order your Ticket
http://shaheenreisen.de/en/ferry.htm.
Flexible Ferry-tickets also available
For more information please call us on:
+49 6151 - 36 88 525 or cell: +49 163 - 17 50 786
P&O
POferries.com
Bank account details:
Shaheen IBAN-Code: DE58500100600584625606
BIC-Code: PBNKDEFF
email: info@shaheenreisen.de
web: www.shaheenreisen.de

ممبران دار القضاء جرمنی بر موقع انٹرنیشنل ریفریشر کورس یوکے 2019ء

(کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں) مکرم فائز احمد خان صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم محمد اسحاق سلمان صاحب (قاضی اوّل)، مکرم بشارت احمد صاحب (قاضی اوّل)، مکرم مختار احمد صاحب (قاضی اوّل)، مکرم محمد رشید جوئیہ صاحب (قاضی اوّل)، مکرم غیاث الدین غلام صاحب (قاضی اوّل)، مکرم منصور بھٹی صاحب (قاضی اوّل)، مکرم میاں محمود احمد صاحب (قاضی اوّل)، مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب (قاضی اوّل)، مکرم اعجاز احمد انور صاحب (قاضی اوّل)، مکرم مبشر احمد ناصر صاحب (قاضی اوّل)، مکرم قدیر احمد گوندل (قاضی اوّل)، مکرم محمود احمد خان صاحب (قاضی اوّل)، مکرم مبرور احمد بھٹی صاحب (قاضی اوّل)، مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب (قاضی اوّل)

(کرسیوں پر دائیں سے بائیں) مکرم عبد اللطیف صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم منیر ناصر باجوہ صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم عبد الرشید خالد صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم عبد الحفیظ صاحب (ناظم دار القضاء)، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ مکرم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب (صدر قضاء بورڈ)، مکرم ملک بشیر الدین صاحب (نائب صدر قضاء بورڈ)، مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم بشارت احمد خان صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم طارق محمود صاحب (ممبر قضاء بورڈ)

(بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں) مکرم طارق احمد ظفر صاحب (ممبر قضاء بورڈ)، مکرم عزیز احمد طاہر صاحب (قاضی اوّل)، مکرم شہزاد مجید صاحب (قاضی اوّل)، مکرم نصیر احمد شاہد صاحب (قاضی اوّل)

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 20 | ISSUE 02 | FEBRUARY 2019

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir